Regd No P.67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

بدر

ہفت روزہ — قادیان

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۱ | ۲۷ ربتبوک ۱۳۴۱ ہش | ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ | ۲۷ ستمبر ۱۹۶۲ء | نمبر ۳۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۱ ستمبر (بوقت دس بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں آج کی شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ

کل دوپہر سے حضور کو شدید اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی شام کو طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہو گئی۔ رات نیند ٹھیک آگئی۔ اس وقت طبیعت کچھ بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان: ہفتہ زیارت حرمت قادیان اور مضافات میں چالیس گھنٹے سے زائد لگاتار بارش ہوتی رہی یہ بارش جمعہ کی رات سے شروع ہوئی اس علاقہ میں سیلاب کی سی صورت بن گئی جس کے سبب ریل گاڑی کی آمد و رفت بند رہی اتوار کو ریلوے لائن کافی حد تک درست ہو جانے کے باعث گیارہ بجے سے گاڑی کی آمد و رفت بحال ہو گئی۔

قادیان ۲۵ ستمبر: محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہ اپنے کلکتہ اور دہلی کے سفر سے آج پانچ بجے کی گاڑی بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ الحمد للہ۔ آپ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

کلکتہ میں مسجد احمدیہ کی بابرکت تعمیر کا آغاز

پُرسوز دعاؤں کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے خانہ خدا کی تعمیر کا سنگِ بنیاد رکھا

"خدا تعالیٰ اس مسجد کو توحید کی اشاعت کا مضبوط قلعہ۔ جماعت کی ترقی اور بھارت واسیوں کی ہدایت و برکت کا موجب بنائے!"

کلکتہ ۱۶ ستمبر بروز اتوار یہ خبر خوشی اور مسرت کے ساتھ سُنی جائے گی کہ آج صبح نو بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد سلمہ ربہ ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان کے ہاتھ سے مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس مبارک تقریب پر پُرسوز اجتماعی دعاؤں کے علاوہ برکت کے خیال سے بکرے بھی ذبح کئے گئے۔

سنگِ بنیاد رکھے جانے سے قبل مقامی جماعت کی طرف سے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کی صدارت میں ایک مختصر سا جلسہ بھی منعقد کیا گیا جس میں تلاوت قرآن پاک کے بعد عبدالقادر صاحب برمی نے اپنے ملک کے مختصر تبلیغی حالات سنائے۔ اس کے بعد مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ اور مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے مختصر طور پر حسب موقع تقاریر کیں۔ آخر میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صدر جلسہ نے درستیٔ مسجد کی تعمیر کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔ اور بتایا کہ اس نہایت نیک اور بابرکت کام کے لئے ہمیں خاص طور پر دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اپنی توحید کی اشاعت کا ایک مضبوط قلعہ بنائے اور اس کے ذریعہ جماعت کو ترقی حاصل ہو۔ اور یہ مسجد تمام بھارت واسیوں کے لئے ہدایت اور برکت کا موجب بن جائے۔

جلسہ کے بعد تقریباً گیارہ بجے تمام احباب جماعت کی دعاؤں کے ساتھ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پانچ بنیادی اینٹیں اپنے ہاتھ سے رکھیں اس کے بعد ایک لمبی پُرسوز اجتماعی دعا کے ساتھ یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ صاحب کی معیت میں احباب جماعت کلکتہ کا ایک اجتماعی گروپ فوٹو بھی لیا گیا۔ بدر کی ایک گذشتہ اشاعت میں یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ اس بابرکت تقریب سے قبل مورخہ ۱۲ ستمبر ۶۲ء کو جماعتی کام کے سلسلہ میں محترم صاحبزادہ صاحب اور جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجزؔ ناظر بیت المال قادیان کلکتہ پہنچے تھے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مسجد کی تعمیر کو باحسن وجوہ پایۂ تکمیل کو پہنچائے اور اسے ہر طرح سے بابرکت کرے اور جماعت کی تنظیم کو مستحکم بنانے کا موجب بنائے۔ اور زیادہ سے زیادہ سعید روحوں کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

جناب سردار جگجیت سنگھ صاحب نامدھاری گورو کی قادیان میں آمد اور مقدس مقامات کی زیارت

قادیان مورخہ ۲۰ ستمبر۔ آج جناب سردار جگجیت سنگھ صاحب نامدھاری گورو بھینی صاحب سے قادیان تشریف لائے۔ ہماری درخواست پر وہ پانچ بجے احمدیہ محلہ میں مقدس مقامات جماعت احمدیہ کی زیارت اور احمدی احباب سے ملاقات کے لئے مع اپنے نامدھاری فرقہ کے پچاس ساٹھ سکھوں کے تشریف لائے۔ احمدیہ چوک میں جناب ناظر صاحب امور عامہ جماعت احمدیہ نے مع بہت سے احمدی احباب کے ان کا استقبال کیا اور ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ پھر ان کو مقدس مقامات مسجد اقصیٰ۔ مسجد مبارک۔ بیت الدعا وغیرہ کی زیارت کرائی گئی۔ اور چند منٹ تک دفتر زیارت میں بیٹھ کر انہوں نے سلسلہ کے حالات اور تعلیمات کو سنا۔

ازاں بعد وہ مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ ان کے درشن کے لئے کافی تعداد میں سکھ اور ہندو، مرد اور عورتیں بھی مسجد مبارک میں پہنچ چکے تھے۔ یہاں پر گورو صاحب کے اعزاز میں ایک چھوٹے پیمانے پر جلسہ کی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔

پہلے حافظ الہ دین صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ اس کے بعد مکرم گیانی عبداللطیف صاحب نے گورو صاحب کی آمد پر ان کو جماعت کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ اور خوشی کا اظہار کیا۔ اور جماعت احمدیہ کی مخصوص روادارانہ تعلیمات گورو نانک صاحب دیگر پیشوایان مذاہب کے متعلق اختصار کے ساتھ بیان کیں۔ نیز اس بات کا ذکر کیا کہ احمدیہ جماعت اس بات کی قائل ہے کہ روحانی زندگی اور اخلاقی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہر زمانہ میں مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس سلسلہ میں حضرت بانیٔ سلسلہ کی بعثت اور تعلیمات کا ذکر کیا۔

گیانی صاحب کے بعد جناب گورو صاحب نے بیٹھے ہوئے پنجابی زبان میں تقریر کی جس میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے افراد اور مقامات مقدسہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ درحقیقت جب بھی میں اس علاقہ سے گذرتا ہوں تو آپ کی جماعت کی محبت اور حسن سلوک مجھے یاد آ جاتا ہے۔ میں نے آپ کی جماعت کی مساعی اور کوششوں کو افریقہ میں بھی دیکھا ہے۔ ہم لوگ کام بہت کم کرتے ہیں اور پراپیگنڈا زیادہ کرتے ہیں۔ لیکن میں نے افریقہ اور دوسرے (باقی ص۱۳ پر)

مک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

فیشن پرستی کی وباء سے بچ کر رہو

جماعت احمدیہ کو اسلام کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بننا چاہیئے

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ)

کچھ عرصہ ہوا میں نے جماعت کے دوستوں کو اخبار الفضل کے ایک نوٹ کے ذریعہ بے پردگی کے رجحان کے خلاف نصیحت کی تھی۔ اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک سابقہ خطبہ جمعہ کی طرف توجہ دلا کر جماعت کے افراد اور جماعت کے ذمہ دار کارکنوں کو ہوشیار کیا تھا کہ وہ بے پردگی کے رجحان کا سختی کے ساتھ مقابلہ کریں اور احمدیہ جماعت کی جو عورتیں اور لڑکیاں ماحول کے خراب اثرات کے نتیجہ میں بے پردگی کی طرف غلط رجحان پیدا کر رہی ہیں (اور خدا کے فضل سے ابھی تک ان کی تعداد تھوڑی ہے) ان کے خلاف ابتدائی انتباہ کے بعد سخت ایکشن لیا جائے۔

اب اپنے موجودہ نوٹ میں میں فیشن پرستی کے رجحان کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ دراصل بے پردگی اور فیشن پرستی کا باہمی رشتہ ایک طرح سے دو بہنوں والا رشتہ ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا اثر دوسرے پر بہت گہرا پڑتا ہے۔ بے پردگی آخر کار عورتوں کو بالعموم فیشن پرستی کی طرف دھکیل دیتی ہے اور دوسری طرف فیشن پرستی کا رجحان آہستہ آہستہ بے پردگی کی طرف کھینچ لاتا ہے پس ہماری جماعت کی عورتوں اور لڑکیوں کو چاہیئے کہ ان دونوں خرابیوں سے بچ کر رہیں۔ یعنی وہ اسلامی پردہ کی پابندی کو اختیار کریں اور فیشن پرستی کی وبا سے بھی بچ کر رہیں۔ ورنہ وہ کبھی بھی سچی احمدی اور سچی مسلمان نہیں سمجھی جا سکتیں۔ اسلام سادہ زندگی پر زور دیتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ہمیشہ سادہ زندگی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ میرے کانوں میں ہمیشہ حضور کے یہ الفاظ گونجتے ہیں کہ مجھے وہ لوگ بہت پسند ہیں جو دنیا میں سادگی کی زندگی گزارتے ہیں۔ خدا نے اپنے افضل الرسل اور خاتم النبیین کے قدموں پر دنیا کی دولت ڈالدی اور عرب کا بے تاج بادشاہ بنا دیا مگر آپ نے اس ارفع مقام کے باوجود ایسی سادہ زندگی گذاری کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ موٹے بچھے کی چٹائی پر اس بے تکلفی سے لیٹ جاتے تھے کہ اس کے نشان آپ کے جسم پر ظاہر ہونے لگتے تھے ایک دفعہ ایک عورت اپنی کوئی حاجت پیش کرنے کے لئے آپ کے سامنے آئی اور آپ کے رعب کی وجہ سے تھر تھر کانپنے لگی اور اس کے منہ سے بات نہیں نکلتی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نظارہ دیکھا تو بے چین ہو کر اس کی طرف لپکے اور بڑی محبت سے فرمایا۔

"مائی! ڈرو نہیں۔ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں بلکہ تمہاری طرح کا ہی ایک انسان ہوں جسے عرب کی ایک ماں نے جنا تھا۔"

پس زندگی میں سادگی اختیار کرنا اسلام اور احمدیت کی خاص تعلیمات میں داخل ہے اور وہی لوگ سچے مسلمان اور سچے احمدی سمجھے جا سکتے ہیں جو دولت اور ثروت کے ہوتے ہوئے بھی سادہ زندگی گزاریں اور اپنے غریب بہنوں اور بھائیوں کے ساتھ اس طرح گھل مل کر رہیں کہ گویا وہ ایک خاندان کا حصہ ہیں۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ صحیح رنگ کی زینت جسے بدن اور کپڑوں کی صفائی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اسلام میں منع نہیں بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن لوگ نہا کر اور اپنے بدنوں کو صاف کر کے مسجد میں آئیں اور دھلے ہوئے صاف کپڑے پہنیں اور اگر وسعت ہو تو خوشبو بھی لگائیں۔ اور میں اس بات کو بھی مانتا ہوں کہ عورتوں کو خاص طور پر صفائی اور زینت کی اجازت بلکہ ہدایت دی گئی ہے تاکہ وہ اپنے خاوندوں کے لئے ظاہری لحاظ سے بھی کشش اور راحت کا موجب بن سکیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی عورت ایک دفعہ ایسی حالت میں رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئی کہ اس کی حالت بہت خستہ تھی اور بال بکھرے ہوئے تھے اور کپڑے نیچے میلے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا "بہن تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟" اس نے جواب دیا "یا رسول اللہ میں کس کے لئے زینت کروں۔ میرا خاوند دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات تہجد کی نماز میں کھڑا ہو کر گذار دیتا ہے"۔ آپ نے فوراً اس کے خاوند کو بلایا اور اس پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:-

"کیا تم اپنی بیوی کا حق چھین کر خدا کو دینا چاہتے ہو؟ سنو کہ خدا ایسے لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ بندوں کا حق بندوں کو دو اور خدا کا حق خدا کو دو اور بیوی کا حق بیوی کو دو!"

پس اسلام ایک بڑا ہی پیارا اور متوازن مذہب ہے جس نے نہ صرف خدا تو کے بلکہ خاوند بیوی کے اور دوسرے رشتہ داروں کے ہمسائیوں کے اور دوستوں کے بلکہ دشمنوں تک کے حقوق مقرر کر رکھے ہیں۔ اور ان حقوق میں تعدی کرنا خدا کی خوشی کا موجب نہیں بلکہ اس کی ناراضگی کا موجب ہوتا ہے۔

لیکن اسلام نے جہاں واجبی حد تک زینت کی اجازت دی ہے وہاں مناسب حد بندیوں کے ساتھ اسے کنٹرول بھی کیا ہے۔ اور ہماری جماعت کا فرض ہے کہ پوری دیانتداری کے ساتھ ان پابندیوں کو ملحوظ رکھیں۔ یہ پابندیاں مختصر طور پر چند نقروں میں بیان کی جا سکتی ہیں:-

(اول) کوئی ایسی زینت اختیار نہ کی جائے جو سادہ زندگی کے اصول کے خلاف ہو۔ اور جس میں عورت اپنے جسم اور لباس کو زینتوں کے ذریعہ اتنا کشش دار کر دے کہ غیر محرم شرفا اور نیک لوگوں کی آنکھیں اس کی طرف اعتراض کی نظر سے اٹھیں۔

(دوم) زینت کے معاملہ میں ایسا انہماک نہ اختیار کیا جائے کہ گویا یہی زندگی کی غرض و غایت ہے بلکہ سادہ زندگی اختیار کی جائے۔

(سوم) جب کوئی پردہ دار عورت کسی مجبوری کی وجہ سے خرید و فروخت کی غرض سے بازار میں جائے یا گھر سے باہر آئے تو لپ سٹک اور چہرہ کے پوڈر وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ اور باہر آتے ہوئے پردہ کا پورا پورا التزام رکھا جائے۔

(چہارم) برقعہ یا لباس کے اوپر اوڑھنے کی چادر بالکل سادہ ہو جس کا رنگ نہ تو شوخ اور بھڑکیلا ہو اور نہ اس پر کوئی بیل بوٹے یا نقش و نگار کا کام کیا ہوا ہو۔ کیونکہ برقعہ کی غرض زینت کو چھپانا ہے۔ نہ کہ خود برقعہ کو زینت کا ذریعہ بنایا۔

(پنجم) نوجوان لڑکیاں جو سکولوں اور کالجوں میں پڑھتی ہیں ان کے لئے خاص طور پر ضروری ہے کہ ہر قسم کی نا واجب زینت سے بچ کر سادگی اختیار کریں۔ بے شک اپنے جسم اور کپڑوں کو صاف رکھیں مگر اپنے چہروں پر (باقی صفحہ ۔۔)

ایک روح پرور خطاب

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ

تم میں سے ہر ایک اپنی اور اپنے اہل و عیال کی تربیت کا ذمہ دار ہے

نہ صرف اپنی اصلاح کرو بلکہ اپنی اولاد کو بھی حقیقی مومن بنانے کی کوشش کرو

فرمودہ ۱۷ر فروری ۱۹۴۹ء ـ بمقام راولپنڈی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۷ر فروری ۱۹۴۹ء کو راولپنڈی کی جماعت احمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی تھی اس کی پہلی قسط الفضل مورخہ ۱۲ر ستمبر ۱۹۶۲ء کے حوالے سے گزشتہ اشاعت میں دی جا چکی ہے۔ تقریر کا بقیہ حصہ اس پرچہ میں شائع کیا جاتا ہے۔

فرمایا:-

دوسری بات

جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب میں پچھلی دفعہ راولپنڈی آیا تو یہاں لجنہ قائم نہیں تھی اور اگر قائم تھی تو وہ مردہ حالت میں تھی۔ اب مجھے بتایا گیا ہے کہ عورتوں میں بیداری پائی جاتی ہے۔ یہ بھی مردوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ عورتوں کو لجنہ اماء اللہ میں شامل کریں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ گھر کی ذمہ داری مردوں پر ہے اگر مرد اس ذمہ داری کو ادا نہیں کرتے تو ان کے متعلق ان سے سوال کیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ۔

تم میں سے ہر ایک اپنے گھر کا نگران ہے

اور اس کے گھر میں جو افراد رہتے ہیں ان کے متعلق اس سے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔ قیامت کے دن ایک عورت سے بھی سوال کیا جائے گا کہ اس نے دین کی خاطر کیا کیا قربانیاں کیں اور مرد سے بھی یہ سوال کیا جائے گا کہ اس نے عورتوں سے کیا کیا قربانیاں کروائیں۔ ایک بیٹے کے متعلق ماں سے بھی سوال کیا جائے گا کہ اس نے اپنے بیٹے سے کیا کیا قربانیاں کروائیں۔ اسی طرح باپ سے بھی یہ سوال کیا جائے گا کہ اس نے اس بارہ میں کیا کیا۔ چونکہ بچوں کی تربیت جیسے ضروری ہے ویسے ہی ان کی ذمہ داری بھی ماں باپ پر ہے۔ پس میں جماعت کے مردوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی عورتوں کو لجنہ اماء اللہ میں شامل کریں اور ان کی اور اپنے بچوں کی اچھی طرح نگرانی کریں اور اس میں کسی قسم کی غفلت نہ کریں۔ قومی زندگی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اسلام ایک قومی مذہب ہے۔ دیگر مذاہب میں سے کوئی مذہب قومی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہمارے تمام کاموں میں جتھہ بندی اور جمعیت پائی جاتی ہے۔ مثلاً نماز ہے۔ باقی کسی مذہب میں ایسی نماز نہیں پائی جاتی۔ یہ نماز صرف اسلام میں ہی پائی جاتی ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے گرجاؤں میں بھی لوگ جمع ہوتے ہیں اور اجتماعی طور پر دعا کرتے ہیں۔ مگر وہ نماز بھی اسلامی نمازوں کی طرح نہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ گرجاؤں میں جب پادری وعظ کر رہا ہوتا ہے تو لوگوں میں سے بعض ادھر ادھر کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی کا منہ کسی طرف ہوتا ہے اور کسی کا منہ کسی طرف۔ کوئی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے تو کوئی بنچ پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ اس نماز کا اسلامی نماز کے ساتھ کوئی جوڑ ہی نہیں۔

جماعت کے تو یہ معنے ہوتے ہیں

کہ سب مل کر ایک کام کریں اور ایک ہی جگہ کام کریں اور یہ بات عیسائیوں کی نمازوں میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً ایک پادری اگر تقریر کر رہا ہوتا ہے تو اس کا ایک نائب ہاتھ میں شمع لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کسی کے ہاتھ میں پانی ہوتا ہے۔ کوئی خوشبو لئے کھڑا ہوتا ہے۔ کیا ہماری نمازوں میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ ہماری نماز میں تو سارے کے سارے ایک ہی کام میں لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح چندے ہیں۔ زکوٰۃ ہے۔ اس میں بھی کوئی دوسری قوم اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہودیوں میں یہ بات پائی جاتی ہے مگر وہ بھی اس رنگ میں نہیں جس رنگ میں اسلام نے اسے پیش کیا ہے۔ اسلام نے ان چیزوں کو ایسی سزاؤں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے کہ ان کی مثال دوسرے مذاہب میں نہیں مل سکتی۔ پھر حج ہے۔ سال میں ایک دن حج ہوتا ہے سب ممالک سے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں۔ ایک ہی دن خانہ کعبہ کا طواف کرنا ہوتا ہے۔ ایک ہی دن عرفات جانا ہوتا ہے۔ منیٰ جانا ہوتا ہے اور پھر یہ بتایا جاتا ہے کہ فلاں فلاں دن قربانی کی جائے۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔ غرض

اسلام ایک جماعتی مذہب ہے

اور مسلمانوں کے لئے ترقی کرنا ناممکن ہے جب تک وہ جماعتی طور پر اس کے لئے کوشش نہ کریں اور جب تک وہ متحدہ طور پر اس کام کو نہیں کرتے وہ اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پس میں جماعت کے مردوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جو عورتیں لجنہ اماء اللہ میں شامل نہیں ہیں۔ وہ انہیں لجنہ اماء اللہ میں شامل کرائیں۔ اور انہیں اجلاسوں میں بھیجا کریں۔ وہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن کوئی شخص یہ کہہ کر بریت حاصل نہیں کر سکتا کہ وہ خود نمازیں پڑھتا تھا وہ خود چندہ دیتا تھا۔ وہ خود جماعتی کاموں میں حصہ لیتا تھا۔ بلکہ قرآن کریم کہتا ہے کہ اس سے اس کی بیوی کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا اگر اس کی بیوی جماعتی کاموں میں حصہ نہیں لیتی تو یہ بات اسے مجرم بنانے کے لئے کافی ہے۔ پھر اپنے بچوں کو خدام الاحمدیہ میں داخل کرو۔ ان کی تربیت کرو۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ بچوں کی تربیت کے ذمہ دار باپ ہیں اور اس میں اس نے عورتوں کو بھی شامل کیا ہے۔ ایک عورت یہ کہہ کر اپنی بریت نہیں کر سکتی کہ وہ لجنہ اماء اللہ کی ممبر ہے۔ بیشتر کاموں میں حصہ لیتی ہے۔ چندے دیتی ہے۔ تبلیغ کرتی ہے۔ نمازیں پڑھتی ہے۔ زکوٰۃ دیتی ہے۔ بے شک یہ سب کچھ وہ کرتی ہے۔ لیکن قیامت کے دن اس سے یہ بھی سوال کیا جائے گا کہ کیا اس نے

اپنی اولاد کو بھی دیندار بنایا ہے

کیا انہیں سلسلہ کے کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالی ہے۔ اگر نہیں تو خدا تعالیٰ اس سے کہے گا کہ تم مجرم ہو۔ میں نے تمہیں صرف یہ نہیں کہا تھا کہ تم یہ کام کرو بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تم یہ کام اپنی اولاد سے بھی کراؤ۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم نیک ہو بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تم اپنی اولاد کو بھی نیک ہونے کی عادت ڈالو۔ میں نے صرف یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود نمازیں پڑھو اور روزے رکھو بلکہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تمہارا لڑکا بیٹا ہے یا بیٹی ہے تو اسے بھی ان کاموں کی عادت ڈالو۔ میں نے تمہیں یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود جماعتی کاموں میں حصہ لو بلکہ میں نے تم سے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ اپنی اولاد کو بھی جماعتی کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالو۔ اسی طرح مرد سے بھی یہ سوال کیا جائے گا۔ غرض یہ چیز کافی نہیں کہ تم خود اخلاص دکھاؤ بلکہ ضروری ہے کہ تم اپنی اولاد میں بھی اخلاص کا مادہ پیدا کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تمہاری اپنی قربانی کافی نہیں ہو سکتی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا نہ کرنے سے تم جہنمی بن جاؤ گے۔ مگر یہ ضرور کہوں گا کہ ایسا نہ کرنے سے تمہارے ثواب کا ایک حصہ ضرور کٹ جائے گا۔

جماعت کے معنے یہی ہوتے ہیں

کہ وہ سلسلہ قیامت تک چلا جائے گا۔ فرد تو مرتا ہے لیکن جماعتیں نہیں مرتیں۔ چنانچہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ابن جنی کے ایک شاگرد ہوا کرتے تھے۔ ہارون الرشید نے اس سے کہا۔ ما مات من خلف مثلك۔ جس نے تیرے جیسا شاگرد اپنے پیچھے چھوڑا ہے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ رہے گا۔

غرض جماعت کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ دائمی زندگی اختیار کرے۔ اگر اسلام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ختم ہوتا تو آپ کی وفات کے ساتھ یہ بھی ختم ہو جاتا لیکن اسلام کے متعلق خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ وہ قیامت تک چلا جائے گا تو ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے بیٹے کو مسلمان بنا کر جائے۔ اگر ہر مسلمان اپنے بیٹے کو مسلمان بنا کر نہیں جاتا تو اسلام قیامت تک رہے گا کس طرح؟ ہم کہتے ہیں کہ احمدیت اسلام ہی کا نام ہے۔ اگر

احمدیت اسلام ہی کا نام ہے

ذہن اسلام سے نہایت تنگ جاتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ ہم اپنی اولاد کو مخلص احمدی بناکر جائیں۔ اگر ہم اپنی اولاد کو مخلص احمدی بناکر نہیں جاتے تو احمدیت ختم ہو جائے گی۔ پس یہ کافی نہیں کہ تم صرف اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرو۔ بلکہ ضروری ہے کہ جہاں تم خود اعمال دینیہ کی طرف توجہ کرتے ہو نمازیں پڑھتے ہو چندے دیتے ہو۔ زکوٰۃ دیتے ہو روزے رکھتے ہو غرباء کی مدد کرتے ہو۔ وہاں

تم اپنی اولادوں کی بھی اصلاح کرو

اگر تم اپنی اولاد کے اندر دینی جذبہ پیدا نہیں کرتے اور مخلص احمدی بناکر نہیں جاتے تو تمہاری زندگی یقیناً فردی زندگی ہے۔ تمہاری زندگی جماعتی زندگی نہیں اور کسی اور کی نسل کے ذریعہ اسلام کا کام چلتا رہا تو اسلام کی زندگی میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ اسلام اگر دائمی طور پر زندہ رہے گا تو اسی طرح کہ تم اپنی اولادوں کو دیندار بناؤ۔ مثلاً اگر ا۔ ب۔ ج پکا مسلمان ہے تو جب تک وہ خود مسلمان ہیں۔ ان کے ذریعہ بے شک اسلام زندہ رہے گا۔ لیکن

دائمی زندگی کیلئے

ان کو اولادوں کا پکا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ اگر ا کی اولاد پکی مسلمان نہیں ہے ب کی اولاد مسلمان ہے۔ ج کی اولاد مسلمان ہے۔ تو اگر اسلام زندہ ہے تو ب اور ج کی اولاد سے الف کی اولاد کی وجہ سے نہیں۔ اگر ب کی اولاد بھی مسلمان نہیں ج کی اولاد مسلمان ہے تو پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو الف نے زندہ نہیں رکھا۔ ب کی اولاد نے زندہ نہیں رکھا۔ بلکہ آپ کو زندہ رکھا ہے تو ج کی اولاد نے رکھا ہے۔ پس یہ کتنی عظیم الشان نعمت ہے جسے ہم حاصل کر سکتے ہیں ہم اپنے بیٹے کو مسلمان بناکر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ۵۰ یا ۶۰ سال کی اور زندگی دے دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا رتبہ ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۵۰ یا ۶۰ سال کا اضافہ کر دے لیکن جو شخص اپنی اولاد کی اصلاح نہیں کرتا اسے پکا مسلمان نہیں بناتا۔ وہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو کم کر دیتا ہے اور

یہ کتنی بڑی بدبختی ہے

پس تم نہ صرف اپنے اندر ایک نیک تغیر پیدا کرو بلکہ اپنی اولاد کے اندر بھی دینی جذبہ پیدا کرو جب نماز کے لئے جاؤ تو بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اگر وہ چھوٹے ہیں تو کم از کم تمہارے نماز پڑھنے سے عادی تو ہو جائیں تا وہ نماز خراب تو نہ کریں۔ جیسے کل بچوں نے شور مچاکر نماز کو خراب کر دیا تھا

بچوں کو تربیت ہونی چاہیئے۔ اگر بچہ چار پانچ سال کا ہے تو اس کے اندر دینی کاموں میں حصہ لینے کی عادت پیدا کرو اور سات سال کے بچے کو تو باقاعدہ نماز پڑھانی چاہیئے۔ اور دس سال کی عمر میں اسے نماز میں ایسا باقاعدہ ہونا چاہیئے کہ اگر وہ نماز نہ پڑھے تو ایک حد تک اسے مار پیٹ بھی جائز ہے۔ بہرحال جب بچہ چھ سات سال کا ہو جائے اسے نماز پڑھانی چاہیئے اور دینی کاموں میں حصہ لینے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اگر اسے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تو نہ آئے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کے دائیں کان میں اذان دو اور اس کے بائیں کان میں تکبیر کہو تو کیا وہ تمہاری اذان اور تکبیر کو سمجھتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے یہی سبق دیا ہے کہ تم

بچے کی تربیت

اس کی پیدائش کے وقت سے ہی شروع کرو۔ جب آپ بچے کی پیدائش کے وقت سے اس کی تربیت کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ تو چھ سات سال کی عمر والا بچہ کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ جب بچہ چھ سات سال کا ہو جائے۔ تو اسے نمازوں میں ساتھ لاؤ۔ اسے آیات قرآنیہ یاد کراؤ۔ اچھی اچھی نظمیں یاد کراؤ۔ جب آٹھ سال کا ہو جائے تو اس کی اس طرح تربیت کرو کہ وہ دینی کاموں پر آمادہ ہو جائے۔ اسی طرح ماؤں کا بھی فرض ہے اگر باپ سارا دن دفتر میں رہتا ہے یا کہیں باہر گیا ہوا ہے۔ تو اس کی غیر حاضری میں

عورت کا فرض ہے

کہ وہ بچے کو نماز پڑھانے جب وہ نماز پڑھنے لگے تو بچے کو بھی ساتھ کھڑا کرے یا اسے اپنی نگرانی میں نماز پڑھوائے۔ کیونکہ بعض اوقات شرعی طور پر اسے نماز پڑھنا جائز نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ خود نہیں پڑھتی تو بچے کو تو اپنی نگرانی میں نماز پڑھا سکتی ہے نماز کا جب وقت آئے اسے چاہیئے کہ بچے کو کھڑا کر کے نماز پڑھوائے۔ اور پھر جب مرد گھر آ جائے تو وہ یہ کام کرے۔ گویا جب مرد گھر پر ہو تو یہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو دینی کاموں کی عادت ڈالے اور اگر مرد گھر نہیں ہے تو عورت اپنے بچوں سے دینی کام کروائے۔ غرض آپ لوگ اپنی اولاد کی اس رنگ میں تربیت کریں۔ اور اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کریں کہ تمہاری ویکلوں کو دیکھ کر ہر شخص یہ سمجھے کہ اس زمانہ میں خدا

تعالیٰ نے احیاء دین کا ذریعہ جماعت احمدیہ کو بنایا ہے۔ اور

خدا تعالیٰ سے ایسی محبت پیدا کرو

کہ اسے تمہارے متعلق غیرت ہو اور وہ محسوس کرے کہ اگر یہ لوگ مر گئے تو میں مرا۔ خدا تعالیٰ حی و قیوم ہے اس پر موت وارد نہیں ہوتی۔ لیکن اس دنیا میں اگر اس کا ذکر مٹ جائے تو گویا وہ اس دنیا کے لئے مر گیا۔ ایک بزرگ جو حضرت سید احمد صاحب بریلوی کے شاگردوں میں سے تھے اور بھوپال میں رہتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ کے استاد تھے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ کو اپنی ایک خواب سنائی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں بھوپال سے باہر گیا ہوا ہوں شہر کے باہر پل پر میں نے ایک آدمی دیکھا جو کہ کوڑھی تھا اور اندھا تھا۔ اس کے

زخموں سے بدبو

آتی تھی اور ان پر مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں اس کے ہونٹ۔ ناک اور کان سڑے ہوئے تھے۔ غرض اس کے جسم کا ہر ذرہ بھیانک تھا۔ میں نے اس شخص سے پوچھا تم کون ہو یا اس نے کہا میں خدا تعالیٰ ہوں۔ میری حالت متغیر ہو گئی۔ اور میں یہ نہ سمجھ سکا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے اس شخص سے کہا قرآن کریم تو کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے زیادہ خوبصورت اور کوئی چیز نہیں ہے اس پر اس نے کہا میں بھوپال کے رہنے والوں کا خدا ہوں۔ یعنی بھوپال والوں نے میری یہ شکل بنا رکھی ہے۔ پس گو

موت ایسی چیز ہے

جو خدا تعالیٰ کی ذات میں نہیں پائی جاتی مگر بعض بندوں کے ذریعہ خدا تعالیٰ اس دنیا میں زندہ ہے اور بعض بندوں کے ذریعہ وہ اس دنیا میں مردہ ہے۔ اگر اس کا ذکر اس دنیا سے مٹ جائے تو وہ اس دنیا کے لئے گویا مر گیا۔ اور اگر اس کا ذکر اس دنیا سے نہ مٹے تو وہ گویا اس دنیا کے لئے زندہ ہو گیا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگرچہ ظاہری طور پر وفات پا گئے ہیں لیکن آپ ایمان لانے والوں کے ذریعہ اس دنیا میں زندہ ہو سکتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کے دلوں میں ایمان ہے تو وہ زندہ ہیں۔ اور اگر ایمان مٹ چکا ہے تو آپ زندہ نہیں۔ غرض خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت تمہارے ہاتھوں میں

ہے۔ اگر تم چاہو تو خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں اور اگر تم غفلت اور سستی سے کام لو گے تو خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اس دنیا کے لئے مر جائیں گے۔ خدا تعالیٰ ظاہری طور پر کبھی مر نہیں سکتا مگر روحانی طور پر تم اسے زندہ بھی رکھ سکتے ہو اور مار بھی سکتے ہو۔

جنگ بدر میں

جب لڑائی خطرناک صورت اختیار کر گئی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بڑی گھبراہٹ سے دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اگر یہ جماعت جو چھوٹی سی ہے ہلاک ہو گئی تو لن تعبد فی الارض ابدا۔ تیری عبادت کرنے والا کوئی شخص دنیا میں نہیں رہے گا اس دعا کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو محفوظ رکھا۔ کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ کو اس دنیا میں زندہ رکھنے والی ہو۔ اس کو خدا تعالیٰ کبھی مرنے نہیں دیتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی مطلب تھا کہ اے خدا تیری زندگی اس چھوٹی سی جماعت کے ساتھ وابستہ ہے اگر یہ جماعت مٹ گئی تو تیرا ذکر بھی اس دنیا سے مٹ جائے گا۔ اے خدا تو اس جماعت کو مرنے نہ دے اور اسے ہلاکت سے بچا لے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ خدا تعالیٰ حی و قیوم ہے۔ ظاہری طور پر اس پر موت وارد نہیں ہوتی۔ لیکن روحانی طور پر اس دنیا میں وہ جس شخص کے ذریعہ زندہ ہوتا ہے اس کو بھی وہ زندہ رکھتا ہے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ شعر کہا ہے ؎

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغبان بترس کہ من شاخ مثمرم

یعنی اے میرے دشمن ذرا ہوش کر کے مجھ پر وار کیجیو۔ کیونکہ مجھ میں خدا تعالیٰ بیٹھا ہوا ہے۔ اور جس شخص کے اندر خدا تعالیٰ بیٹھا ہوا ہو اس پر کوئی شخص حملہ کر کے محفوظ نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ دراصل خدا تعالیٰ پر حملہ کرتا ہے اور اس کی ضرب خدا تعالیٰ پر پڑتی ہے۔ پس جب کوئی شخص خدا تعالیٰ کو اپنے اندر بٹھا لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے بھی تباہ نہیں ہونے دیتا۔ کیونکہ اس کی موت سے خدا تعالیٰ کی موت وابستہ ہوتی ہے۔

میرے گلے میں درد ہو رہا ہے جس کی وجہ سے میں زیادہ دیر تک بول نہیں سکتا امید ہے کہ جماعت احمدیہ راولپنڈی ان باتوں کو جو میں نے کہی ہیں سمجھے گی۔ اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے گی۔

اب یہ جماعت اہم جماعتوں میں سے ہے

اور اس پر پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں

کامیاب تبلیغ کے چار ستون

ایک عزیز کے خط کے جواب میں نصیحت کا خط

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

چند دن ہوئے یورپ کے ملک ڈنمارک سے عزیز مسعود احمد جہلمی کا خط آیا تھا اس کے جواب میں جو مختصر سا خط میں نے ان کو لکھا ہے وہ دوسرے دوستوں کے فائدہ کے لئے ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔

آپ کا خط محررہ ۱۱/۹/۶۲ موصول ہوا الحمد للہ کہ آپ نے ڈنمارک کے مشن کا چارج لے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کا چارج بابرکت کرے اور آپ کو اس کام میں غیر معمولی کامیابی سے نوازے۔ آمین یا ارحم الراحمین

کامیابی تو اسلام اور احمدیت کے مبلغوں کے لئے ازل سے مقدر ہی ہے لیکن اس کے لئے تقدیر الٰہی کے علاوہ ظاہری تدابیر کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ خدا کا قانون اسی طرح پر ہے کہ تقدیر اور تدبیر دونوں مل کر ہی پوری کامیابی کا رستہ کھولتے ہیں۔

پس سب سے اوّل تو آپ کو میری نصیحت یہ ہے کہ آپ اسلام اور احمدیت کا ایسا اچھا نمونہ بننے کی کوشش کریں کہ آپ میں آپ کے زیر تبلیغ لوگوں کے لئے ایک غیر معمولی کشش پیدا ہو جائے۔ گویا آپ ایک ایسا مقناطیس بن جائیں جو لوہے کے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچتا چلا جاتا ہے۔

دوسرے آپ دعاؤں پر بہت زور دیں۔ مجھے حیرت ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ارفع شان اور اپنے بے نظیر علم کلام کے باوجود ایک جگہ لکھا ہے کہ میرے پاس تو صرف دعا کا ہتھیار ہے اس کے علاوہ میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔ گویا حضور نے اپنی ساری ظاہری کوششوں کو دعا کے مقابل پر بالکل ہیچ قرار دیا۔

تیسرے آپ اسلام اور احمدیت کی تعلیم کا ایسا گہرا اور بصیرت افروز مطالعہ کریں کہ اس کی بناء پر آپ ان وہاں کے لوگوں کی ذہنیت کے لحاظ سے اسلام کی تعلیم کو بہترین شکل میں پیش کر سکیں۔ اور آپ کی زبان میں غیر معمولی اثر پیدا ہو جائے۔

چوتھے آپ ڈنمارک اور اس کے قرب و جوار کے ممالک کے مذاہب اور وہاں کے باشندوں کے نظریات کا اس رنگ میں مطالعہ کریں اور ان سے ایسی گہری واقفیت پیدا کریں کہ مناسب موقعہ پر ان کا بہترین رد کر سکیں۔

دراصل یہی وہ چار ستون ہیں جن پر ایک مبلغ کی کامیابی کا دارومدار ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو احمدی مبلغ ان چار پہلوؤں کا خیال رکھے گا اور ان کی طرف پوری توجہ دے گا وہ خدا کے فضل سے ضرور کامیاب ہوگا۔ اس وقت خدا کی تقدیر بلکہ میں کہوں گا کہ اس کی زبردست تقدیر جو زمین و آسمان کو حرکت میں لانے کی طاقت رکھتی ہے۔ اسلام اور احمدیت کو آگے بڑھانے اور اوپر اٹھانے میں لگی ہوئی ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگ اپنی سستیوں کو ترک کر کے اور سچ مچ خدا کے بندے بن کر اس کے دین کی خدمت میں لگ جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چل کر شاہی نوکروں میں بھرتی ہو جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد
ربوہ ۱۷ ستمبر ۱۹۶۲ء

۲- بری ہمشیرہ مبارکہ شوکت اہلیہ مولوی عطاء ۔۔۔ سپتال میں زیر علاج ہے احباب ان کی کامل شفا یابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

خاکسار
قاضی عبدالحمید درویش قادیان

۲- مائیں ہوتی ہیں۔ جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی تعداد بڑھائیں اور اچھا نمونہ دکھائیں۔ احمدیت کی کثرت اور اس کی زیادتی کے لئے کوشش کریں مستورات بھی اور مرد بھی اس طرف توجہ کریں میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنی نعمتوں میں حصہ لینے کی توفیق بخشے تا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کے ذریعہ ایک لمبے عرصہ تک اس دنیا میں زندہ رہیں۔

(الفضل ۱۹/۹/۶۲)

فیشن پرستی کی وباء سے بچ کر رہو

(بقیہ صفحہ ۲)

اور لباسوں کو ہرگز مصنوعی طریق پر کشش کا ذریعہ نہ بنائیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے ربوہ کے بھائی اور بہنیں خصوصاً اور تمام بیرونی شہروں کے بھائی اور بہنیں عموماً میری اس دردمندانہ نصیحت کو غور سے پڑھ کر اس پر دیانتداری کے ساتھ عمل کریں گے تاکہ ایک طرف ان کی زندگی خدا کی نظر میں پسندیدہ زندگی ہو اور دوسری طرف وہ جماعت کو بدنام کرنے والے نہ بنیں۔

میں نے اپنے اس مختصر سے مضمون میں اپنے علم کے مطابق دونوں پہلوؤں کو یعنی مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں کو واضح کر دیا ہے۔ اور نگران بورڈ نے بھی اپنے حالیہ اجلاس میں جماعت کے مرکزی افسروں اور ضلعوار امراء و مقامی عہدیداروں کو زوردار ہدایت کی ہے کہ وہ اس بارہ میں جماعت کی نگرانی رکھیں اور اگر کوئی شکایت پیدا ہو تو ابتدائی انتباہ کے بعد مرکز کے ذمہ وار سیکرٹریوں کو رپورٹ کریں۔ اس وقت دنیا کی نظر ہم پر ہے اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہم اسلام اور احمدیت کا کیا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہماری جماعت کے بوڑھے اور جوان اور بچے اور مرد اور عورتیں اور لڑکیاں اسلام اور احمدیت کا ایسا نمونہ دکھائیں کہ دنیا اسے دیکھ کر عش عش کر اٹھے کہ یہی اسلام کا سچا نمونہ ہے اور جب دنیا سے ہماری واپسی کا وقت آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحیں ہمیں دیکھ کر خوش ہوں کہ انہوں نے ہماری ہدایت پر عمل کیا ہے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد۔ ربوہ
۱۳ ستمبر ۱۹۶۲ء

دعا کی خصوصی درخواست

احباب جماعت سے ۔۔۔ کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو ۔۔۔ روحانی اور جسمانی کمزوریوں سے محفوظ رکھے۔ حسنات دارین سے نوازے ۔۔۔ خاکسار کے خاندان کو پاکر افراد کو بھی احمدیت کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ اس عاجز کا اکلوتا بیٹا جس کا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطاء اللہ تجویز فرمایا۔ اور وقف زندگی ہونے کے باعث اب جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے احباب عزیز کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر و صحت میں برکت دے۔ اور سچا خادم دین بنائے۔ بندہ نے جب سے ہوش سنبھالا ہے مختلف قسم کے ہموم و غموم میں زندگی گزر رہی ہے اب عمر ڈھلنے میں ہے اس وقت میری انتہائی تمنا ہے کہ عزیز موصوف کو دین کی خدمت کرتا دیکھ لوں۔ اس لئے احباب جماعت اس عاجز کے لئے اور عزیز موصوف دونوں کے لئے خصوصیت سے دعا فرما کر احسان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

طالب دعا خاک رحیمان عطاء اللہ احمدی ساکن چک ۱۲۳ ڈاکخانہ ۔۔۔ ضلع ملتان ریاست ۔۔۔

درخواستہائے دعا

(۱) برادرم محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری نے ایک خواب کی بناء پر بہشتی مقبرہ میں ٹیوب لائٹس کا انتظام کرنے کے لئے مبلغ ۴۰/- روپیہ کا عطیہ دیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ موصوف ایک لمبے عرصہ سے بیمار ہیں اور حیدرآباد میں رہ کر علاج کروا رہے ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

۲- تمام احمدی بھائیوں اور درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ میرے لڑکے شفیع احمد کی درازی عمر اور خادم دین صالح اور عمر دراز ہونے کے لئے اور مخلص احمدی ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

عاجزہ اہلیہ شیخ مطیب الدین صدر جماعت احمدیہ کندرہ پاڑہ

(۳) میری اہلیہ کچھ عرصہ سے بعارضہ کینسر بیمار ہے اور لاہور میں زیر علاج ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے جلد صحت یاب فرمائے اور ہمیں ہر قسم کی پریشانی سے جلد نجات دے۔ آمین

خاکسار خلیل الرحمٰن خان احمدی ۔۔۔

صوبہ بہار کی بعض جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

اٹھارہ افراد کا قبولِ احمدیت

(از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ بہار)

رانچی اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان دارالامان کے حکم سے صوبہ بہار کی بعض جماعتوں کے تبلیغی و تربیتی دورہ کے لئے ۶ ستمبر کو خاکسار مظفرپور سے روانہ ہو کر ۷ ستمبر کو دس بجے دن رانچی پہنچ گیا۔ خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو بعض تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ اگر ہمارا اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ صاف ہو تو کوئی چیز ہماری ترقی میں حائل نہیں ہو سکتی۔ سلسلہ کی مالی ضروریات اور اس کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔ بعد نماز جمعہ خاکسار اور مکرم مولوی سید بدرالدین صاحب معلم وقفِ جدید سملیہ پہنچے۔ سملیہ بستی میں پچھلے دنوں بعض غیر احمدی علماء نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک قابل نفرت محاذ قائم کر رکھا تھا۔ حالانکہ دلائل و براہین کے اعتبار سے غیر احمدی علماء تہی دست ہیں لیکن فتنہ و فسادات اور مسلمانوں کے باہمی انتشار و منافرت پھیلانے میں مشاق و ہوشیار۔

نمازِ مغرب سے قبل ہم لوگ سملیہ بستی میں پہنچ گئے۔ بعد نماز بستی کے لوگ محترم محمد مسلم صاحب کے مکان پر جہاں ہم لوگ مقیم تھے جمع ہونے شروع ہوئے۔ افہام و تفہیم کا سلسلہ بہت رات گئے تک جاری رہا۔ سب نے فتنہ پرور مخالف علماء کی بیہودہ مذموم حرکات پر اظہار افسوس کیا۔ دوسرے روز بستی کے لوگ اس غرض سے رانچی ہو آئے کہ فتنہ پھیلانے والے علماء کو احمدی مبلغ سے تبادلہ خیالات کے لئے آمادہ کیا جائے۔ رانچی پہنچنے پر ان کو معلوم ہوا کہ بعض علماء رانچی سے باہر جا چکے ہیں۔ مولانا نظام الدین صاحب جو اس فتنہ کی جڑ تھے بیمار پڑ گئے ہیں اور انہوں نے ملاقات تک نہ کی۔ باقی علماء نے کانوں پر ہاتھ رکھا۔ اور سامنے آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا۔ ہر چند مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

جیسے کہ پہلے بھی سملیہ کے متعدد دوستوں پر مشتمل ایک وفد رانچی کے غیر احمدی علماء کے پاس پہنچا اس وفد کے ہاتھ ایک چیلنج بھی مولوی نظام الدین صاحب کے نام لکھ کر مکرم ... نے دیا تھا جو مولوی نظام الدین صاحب کی ایک تقریر پر مبنی تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ رانچی کے فتنہ پرور علماء کسی شرط پر بھی تبادلہ خیالات کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور اس طرح بستی والوں پر یہ حقیقت ظاہرہ و عیاں ہو گئی کہ یہ لوگ فتنہ اور فساد برپا کرنے میں تو مشاق ہیں لیکن دلائل و براہین کے میدان میں احمدیت کے مقابل پہ آنے سے ان لوگوں کی روح لرزتی ہے ؎

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اس دور کے علماء کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بجا فرمایا ہے کہ "علماءھم شر من تحت ادیم السماء" یعنی ان کے علماء بدترین مخلوق ہوں گے۔ وہ فتنہ ضرور برپا کریں گے لیکن "منھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود"۔ ان کی طرف سے فتنہ اُٹھے گا اور وہ خود ہی اس فتنہ کے شکار ہو جائیں گے اس لئے ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو فتنہ انہوں نے سملیہ میں برپا کیا تھا۔ اسی فتنہ کے یہ لوگ شکار بن رہے ہیں اور بنیں گے

اِٹکی ۱۲ ستمبر کو خاکسار اور مولوی سید بدرالدین احمد صاحب معلم وقفِ جدید اٹکی پہنچے۔ اٹکی میں ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست مولوی شیخ حبیب اللہ صاحب ہیں جو بچپن ہی میں یتیمی کی حالت میں خان بہادر رشید محی الدین صاحب امیر صدر انجمن احمدیہ ... کی کفالت میں رہے اور بغیر کسی کو خبر کئے دور دراز کا سفر کر کے قادیان دارالامان پہنچے اور وہاں تعلیم حاصل کر کے واپس اپنے علاقہ میں مقیم ہو گئے۔ اور یہیں شادی کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ میں ان کا اثر و رسوخ بہت اچھا ہے۔ گذشتہ ماہ اس بستی میں ۲۳ آدمی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ ہم لوگ جب وہاں پہنچے تو یہ لوگ بڑے تپاک سے ملے عموماً نوجوان طبقہ نے احمدیت قبول کیا ہے۔ اخلاص ان کی پیشانیوں پر ظاہر و عیاں ہے۔ ایک دوست نے تو اس طرح اپنے اخلاص کا اظہار کیا کہ اگر ہمیں احمدیت کی خاطر جان بھی دینا پڑے گی تو ہم اس کے لئے بخوشی تیار ہیں۔

بیعتیں اٹکی میں پہنچنے کے بعد افہام و تفہیم کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ رات خاکسار کی زیر صدارت اجلاس ہوا۔ مکرم معلم صاحب نے مسئلہ وفات مسیح اور بعض دوسرے مسائل پر روشنی ڈالی۔ خاکسار نے قرآن کریم کی روشنی میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور ان کے ساتھ دنیا کے فرزندوں کا نارو ابرتاؤ پیش کیا اور ان کی معجزانہ کامیابیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور شدید ترین مخالفت کے باوجود مخالفین کی ناکامی اور ذلت اور حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی کامیابی اور معجزانہ ترقی کو پیش کیا۔

۱۳ ستمبر کو بھی رات کے وقت اسی طرح اجلاس ہوا۔ جب خاکسار تقریر ختم کر کے بیٹھ گیا تو حاضرین کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ ایک ملحقہ بستی کے امام مسجد صاحب نے سوال کیا کہ اگر ان نشانات کی رو سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی سچائی ثابت ہو جائے۔ تو پھر یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ہم جبکہ سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں تو ہمیں کسی دوسرے پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں۔ خاکسار نے اس کے جواب میں کہا کہ وہ نشانات جو قرآن کریم اور احادیث میں حضرت مسیح موعود اور مہدی مسعود کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ وہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں معلوم ہوتے ہیں۔ پس حضرت امام مہدی علیہ السلام کو قبول کرنا دراصل اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کو قبول کرنا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے اس بستی میں کوئی سرکاری آفیسر پہنچ جائے اور ہم اس کے عہدہ اور شان و شوکت کی تعریف کر کے کہیں کہ ہمارے دل میں آپ کا بہت احترام ہے۔ لیکن جب وہ آفیسر کہے کہ میرا گھوڑا کھونٹے سے باندھ دیں اور اسے چارہ کھلائیں تو ہم کہیں کہ یہ کام ہم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ البتہ ہمارے دل میں آپ کا احترام بہت ہے۔ پھر وہ آفیسر کہے کہ میرے بیٹھنے کے لئے کرسی بچھا دو تو ہم کہیں کہ ہم ایسا بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن ہمارے دل میں آپ کے عہدہ کی وجہ سے بہت احترام و اکرام ہے۔ پھر وہ کہے کہ سفر کی کوفت کی وجہ سے میں پیاسا ہوں مجھے ایک گلاس پانی ہی پلا دو اس بستی والے کہیں کہ ہم آپ کا یہ حکم بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ البتہ ہم آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے اور آپ کے عہدہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسا رویہ نہایت نامناسب ہوگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی پیشگوئیوں کے مطابق خدا کا مامور ظاہر ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاص الخاص تائید و نصرت بھی اس کے اور اس کی جماعت کے شامل حال ہے اور یہ دعوئ مہدی بھی قریب الاختتام ہے۔ اس لئے حضرت امام المہدی علیہ السلام پر ایمان لانا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پر ایمان لانا ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ آپس میں کچھ دیر تک مشورہ کرتے رہے اور آخر دوسرے ساتھیوں کے ساتھ مل کر بیعت کر لی۔ اور اس طرح ملحقہ بستی میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت قائم ہو گئی۔ اس موقعہ پر دونوں بستیوں کے ملا کر ۱۸ افراد نے بیعت کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس نئی جماعت کے احباب نے نہایت اخلاص کا اظہار کیا۔ صبح سے لیکر رات کے تین بجے تک مسائل کو سمجھنے کے لئے مجلس میں بیٹھے رہے۔ نیز بستی کے دوستوں نے پُر تکلف دعوتوں سے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ اور اس موقعہ پر کچھ چندہ بھی ادا کیا۔ اور اکثر دوست لوہردگا تک ہمیں الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے۔ مسجد کے لئے بھی دوستوں نے اپنی پیشکش کی۔ چنانچہ عنقریب انشاء اللہ یہاں مسجد بھی تعمیر ہو جائے گی بزرگان سلسلہ صحابہ کرام و درویشان عظام و احباب سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان نومبایعین کو معجزانہ استقامت عطا فرماوے۔ اور دینی و دنیوی بیش از بیش انعامات سے نوازے اور اس علاقہ میں احمدیت کو ایک نوق العادت فتح اور کامیابی عطا فرماوے۔ اور ان لوگوں کو نیکی اور تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ۱۴ ستمبر کو نماز جمعہ بھی اٹکی میں ہی ادا کی گئی۔ خاکسار نے خطبہ "الذین ینفقون اموالھم فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" پر دیا۔ جس میں چندہ جات کی اہمیت و ضرورت اور فوائد پر روشنی ڈالی۔ نیز باہمی محبت و موانست سے زندگی بسر کرنے کی تلقین کی۔ بعد نماز جمعہ احباب جماعت کی معیت میں ہم لوگ لوہردگا پہنچے اور بہت سے مسلمانوں سے ملاقات کی۔ پانچ بجے شام بس پر سوار ہو کر سات بجے واپس رانچی پہنچ گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم

ہمارا رسولؐ غیر مسلموں میں مقبول

ذیل میں جموں کے ایک غیر مسلم دوست کا سیرت پاکؐ کے متعلق ایک مضمون نقل کیا جاتا ہے جسے مضمون نگار نے اس سال میلاد النبیؐ کی مبارک تقریب کے موقع پر ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا۔ باوجود ایک دوسرے مذہب سے تعلق رکھنے کے مضمون نگار نے جس انداز میں سیرت مقدس اور اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا ہے اس سے ان کے گہرے اور مذہبی مطالعہ کا علم ہوتا ہے۔ بھارت کی مختلف اقوام میں باہمی اتحاد و محبت پیدا کرنے کا یہ ایک عمدہ طریق ہے کہ مذہبی مقدس ہستیوں کا ذکر عزت و احترام سے کیا جائے اور ان کے بتائے ہوئے روحانی طریقوں پر عمل پیرا ہونے کی مؤثر رنگ میں تلقین کی جائے۔

مضمون کے آخری حصہ میں جس طور پر اسلامی تعلیمات کے مقابلہ پر مسلمانوں کی موجودہ بے عملی کا اظہار کیا گیا ہے وہ لفظاً بلفظاً صحیح اور درست ہے۔ ہمارے نزدیک اس بے عملی کو دور کرنے کا واحد طریق یہی ہے کہ مسلمان حضورؐ کی ان تعلیمات پر خلوص و محبت سے عمل کریں جن کی رو سے ہر زمانہ کے امام کے ساتھ وابستگی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کی زندگی کی زبردست اور واضح علامت یہ ہے کہ حسب وعدہ الٰہی ہر صدی میں دین کی تجدید کا کام ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور اس زمانہ میں جبکہ گمراہی اور بے دینی حد سے گزر گئی۔ اللہ تعالےٰ نے ایک بڑے مجدد کو بھیجا جسے مہدی اور مسیح موعود کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اب مسلمانوں کی ترقی اور سربلندی اسی کی پاک جماعت میں شامل ہونے اور اسی کی راہبری میں اصلاح احوال کرنے کے نتیجہ میں ہے ——— (ادارہ)

عید میلاد النبیؐ

از گرد ھاری لال آنند صراف۔ جموں

جب خدا ایک ہے اور اسی کی پوجا کرنا ہر انسان کا اولین فرض ہے۔ جب آدمی کو اپنی ریاضتوں کی بدولت اپنے خدا سے ناطہ جوڑنا ہے۔ جیسا اخلاقی قدریں ہر مذہب میں مشترک ہیں۔ مثلاً دوسروں کی بھلائی میں اپنی بھلائی سمجھنا۔ کسی کی روح کو دکھ نہ پہنچانا۔ دوسروں کے ساتھ محبت اور رواداری سے پیش آنا۔ آنکھ و زبان پر قابو پانا۔ صبر و شکر کرنا۔ نفس پرستی۔ تکبر۔ انتقام۔ جبر اور تعصب کے خلاف جہاد کرنا۔ راست گوئی انکساری اور بے لوث خدمت کرنا۔ معاف کر دینا۔ مظلوم کی حمایت اور وعدہ ایفا کرنا۔ چوری نہ کرنا۔ بزرگانِ دین کا احترام کرنا۔ خیرات کرنا وغیرہ تو ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ تمام مذاہب کا ایک ہی ادراک منزل مقصود ایک ہے۔ اس لحاظ سے عبادتی طریقوں میں اختلاف کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہر عقیدہ اور ہر روحانی نظام جو روح کو اوپر اٹھائے کو وہی افضل اور درست ہے۔ طالبِ حق بہر نہیں دیکھتا کہ حق کی منزل تک پہنچنے کے جواب کی تکمیل مندر کے سامنے میں ہوتی ہے یا مسجد کے سامنے

ہر کس طالبِ یار اند چہ ہشیار چہ مست
ہمہ جا خانہ خدا است چہ مسجد چہ کنشت

یہ درست ہے کہ بعض مذاہب میں کچھ مخصوص عقیدے ہیں۔ لیکن ایسے عقیدے روح کی آخری منزل یعنی اللہ تعالےٰ تک پہنچنے میں سدِ راہ ثابت نہیں ہو سکتے۔ اور مختلف مذاہب میں ہم آہنگی پیدا کرنے میں رکاوٹ کا سبب بن سکتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کچھ مذاہب کے بعض پیروکار اپنے مذہب کو دوسروں کے سامنے اس ڈھنگ سے پیش کرتے ہیں جس سے ایک انسان دوسرے کے نزدیک تر ہونے کی بجائے پرے ہٹ جاتا ہے۔ ہر مذہب اس تفریق کی مخالفت کرتا ہے ظاہر ہے۔ ایسے اشخاص جو اپنے اللہ کے بن چکے ہیں جو عشقِ الٰہی میں مگن ہیں جو خدمتِ خلق میں جٹے ہوئے ہیں ان کو اتنی فرصت ہی کہاں کہ وہ چھوٹے چھوٹے مذہبی مسائل میں الجھ کر اپنی قیمتی زندگی کو ضائع کریں۔ منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک ایک ہی سب کا ہے۔ دین بھی ایمان بھی ایک نبی پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟ اگر مذاہب میں مختلف گروہ پائے جاتے ہیں جو بانیانِ مذاہب کی منشاء کے سراسر خلاف ہیں تو اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ جو دلائل بازی اور مضمون نگاری کے بل بوتے پر عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور خود عامل نہیں ہوتے۔

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چوں حقیقت نہ دیدند رہ افسانہ زدند

جب کوئی مشاہد کسی ملک کی قومی زندگی کا جائزہ لینے کا خواہشمند ہو۔ تو قدرتی طور پر اس کی نگاہ اس ملک میں بسنے والے عوام کی اخلاقی قدروں کا جائزہ لینے کی سعی کرے گی جن کے زیر اثر ان کی سیرت اور اخلاق بنتے ہیں۔ تعمیر سیرت کے لئے میں قرآن مجید کے ترجمہ کے مطالعہ کرنے کا جس قدر مجھے موقع ملا ہے۔ اس کی روشنی میں کچھ اسلامی تعلیمات کا مختصراً ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے:-

نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو لیکن گناہ اور سرکشی کی باتوں میں مدد نہ کرو۔ اے رسول! مومن مردوں کو کہہ دو کہ نگاہیں نیچی رکھ کر چلا کریں۔ اور اسی طرح مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ نگاہیں نیچی رکھ کر چلا کریں۔ خدا عدل اور حسن عمل قرابت داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور فحش باتوں ناپسندیدہ باتوں اور ظلم و تعدی سے منع کرتا ہے۔ ماں باپ سے نیک سلوک کرو اور رشتہ داروں سے بھی۔ خواہ رشتہ دار ہوں یا اجنبی اسی طرح دوست و احباب کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ کرو۔ یتیم کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ اور ضرورت مند سائل کو مت جھڑکو۔ اے ہمارے پروردگار ہم میاں بیوی اور ہماری اولاد کو ایسا بنا دے کہ یہ سب ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائیں۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ جس کی امانت ہو۔ اسے اس کی امانت واپس کرو۔ اگر تمہارا بھائی عزت۔ دولت۔ شہرت۔ حسنِ صورت اور حسنِ سیرت یا دیگر اوصاف میں تم سے بہتر اور برتر ہو۔ تو یہ بات تمہارے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ تم اس سے حسد کرو۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی ایسی بات پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ ایسے تو تم سب ناپسند کرو گے۔ وہ (مومن) غصہ کو ٹال جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ دوسروں سے ترش روئی سے پیش نہ آؤ۔ عدل اختیار کرو۔ کیونکہ یہی پرہیزگاری کے قریب تر ہے۔ اپنے معاملات باہمی مشورہ سے حل کرو۔ ہر ایک کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ کرو۔ حق و انصاف کا ساتھ دو نیز قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ نیک سلوک کا خاص خیال رکھو۔ بلاشبہ خدا عدل و انصاف حسنِ عمل اور قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے وغیرہ۔ اور اسی طرح پیغمبر اسلام کے ارشادات کیا ہیں۔ مختصراً طور پر ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔ مکمل مسلم وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے انسان محفوظ رہتے ہیں۔ بہترین جہاد وہ ہے جو اپنے نفس کی تسخیر کے لئے کیا جائے۔ ہر ایک مظلوم خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم کی مدد کرو۔ وہ شخص مسلم نہیں۔ بلکہ منافق ہے۔ جو جب بولتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ جب اقرار کرتا ہے۔ پورا نہیں کرتا۔ سچا مومن خوشحالی میں خدا کا شکر کرتا ہے۔ اور بدحالی میں اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہے۔ یعنی اس کی مرضی پر شاکر رہتا ہے۔ وہی اچھا مسلمان ہے جس کے گھر میں کوئی یتیم پرورش پاتا ہے۔ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو پہلے اس کے بندوں سے محبت کرو۔ جو شخص اناج کو اس غرض سے چھپا کر رکھتا ہے۔ کہ وہ اسے مہنگے بھاؤ پر فروخت کرے وہ لعنتی ہے۔ امیری و غریبی میں اعتدال سے کام لو۔ اسے معاف کر دو جو تمہیں فرد (؟) پہنچاتا ہے۔ جب بھی خدا کا ذکر کرو۔ جس کے ہاتھ سے پڑوسی بے خوف نہ ہو۔ وہ مسلمان نہیں جس نے اپنی زبان اور نفسانی خواہشات کو قابو میں رکھا۔ میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔ دل کا زنگ دور کرنے کے لئے خدا کی یاد کافی دیتی ہے۔ جو چوری اور بدعملی کرتا ہے۔ شراب پیتا ہے یا لوٹ مار کرتا ہے۔ یا دوسروں کے مال کو غبن کرتا ہے۔ وہ مومن نہیں۔ کوئی مسلمان سچا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہ نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ اپنے قصور پر کسی شخص کا پشیمان ہونا ایسا ہے۔ گویا اس نے قصور کیا ہی نہیں۔ ایمان کی نشانی مہربانی و مروت ہے وغیرہ۔

قرآن پاک اور پیغمبر اسلام اور دیگر مذاہب کی روحانی تعلیمات کا اگر آپ موازنہ کریں تو آپ قطعاً کوئی فرق نہ پائیں گے۔ تو پھر مذہبی جھگڑے کیوں؟ ظاہر ہے مذہبی جھگڑے محض جھگڑوں کے لئے ہوتے ہیں عمل کے لئے نہیں۔

غضب ہے یہ مرشدان خود بیں خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے

قبل عرب کے عوام کی جو ناگفتہ بہ اور افسوسناک حالت تھی ۔ وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں ۔ شراب نوشی اور قمار بازی ان لوگوں کی جزو زندگی بن چکی تھی ۔ ہر طرف مذہبی بے عملی اور اخلاقی برائیاں پھیلی ہوئی تھیں ۔ عرب کے لوگوں کے نزدیک انسانی زندگی کی کوئی قیمت نہ تھی ۔ بھیڑ بکریوں کی طرح غلاموں کی تجارت ہوتی تھی ۔ بعض حالات میں لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیا جاتا تھا ۔ شادی کرنے کے سلسلہ میں کوئی تعداد مقرر نہ تھی ۔ کئی دفعہ جہاں مرد کئی کئی شادیاں کرتے تھے وہاں عورتیں بھی ان کی تقلید کرتی تھیں ۔ آئے دن قبیلوں میں جنگ و جدل کا بازار گرم رہتا تھا ۔ خون کے بدلے خون عربوں میں عام رواج تھا ۔ حقیقی ماؤں کے سوا دوسری ماؤں کو عرب ماں نہیں سمجھتے تھے اور ان سے شادیاں کرنے میں کوئی شرم محسوس نہ کرتے تھے ۔ بغض چوری ۔ ڈاکہ زنی اور انتقامی جذبہ زوروں پر تھا ۔ لونڈیوں کو اپنی شہوانی خواہشات کو پورا کرنے کا ذریعہ بنایا جاتا تھا ۔ قانونی حق تسلیم کیا جاتا تھا ۔ علم و ترقی کا فقدان تھا ۔ بین الاقوامی رحم اور حسن سلوک میں عرب لوگ بہت نیست تھے ۔ گھر گھر میں بت نصب تھے اور بت پرستی ایک شغل تھا ۔ المختصر عرب کی دنیا اس وقت اندھیرے میں بھٹک رہی تھی ۔ بدی کی گھٹائیں اُفق عالم پر چھا چکی تھیں ۔ ان مذموم حالات پر تدبر پانے اور عربی عوام کو نیکی کی راہ پر ڈالنے کے لئے خداوند تعالیٰ نے کو طرح سے اصولاً خاص بندے کو وہاں بھیجنا ضروری تھا ۔ چنانچہ غار حرا سے ایک چاند نکلا جس نے نہ صرف عرب کو بلکہ دنیا کو روشن کیا ۔ اور دنیا جسے محمدؐ کے نام سے یاد کرتی ہے سورج اور چاند بھی کو اندھیرے میں بھٹکنے نہیں دیتے ۔ بلکہ اپنی شعاعوں سے بھولے بھٹکوں کو راہ راست پر چلاتے ہیں ۔ اس طرح پیغمبر اسلام کی پاک ۔ بے مثل مقدس ۔ معصوم ۔ باعظمت نقش کش اور سادہ زندگی نے عرب کے عوام کو نیکی کا راستہ دکھایا ۔ اور جو کچھ کہا پہلے اُس پر خود عمل کیا ۔ قرآن مجید کی لفظی تعلیم آپ کے عمل سے جداگانہ نہ تھی ۔ ہر خلق جو قرآن کریم میں بیان ہوا ۔ اُس سر رنگ میں تھا ۔ اور ہر عمل جو آپ کرتے تھے اُس کی قرآن میں تعلیم ہے ۔

قرآن کریم میں ایک جگہ نہیں بلکہ بکثرت جگہ بیان ہے کہ عرب مشرکین اللہ سے منکر نہ تھے ۔ وہ تسلیم کرتے تھے کہ اللہ ہی زمین و آسمان اور ان کا خالق ہے اور کائنات کا سارا نظام اُس کے اشارہ پر ہوتا ہے ۔ علاوہ اللہ کے اُن کے اور بھی بت تھے جن کی وہ پرستش کرتے تھے ۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم کی آیات مومنون ۸۵ ۔ عنکبوت ۶۱ ۔ زخرف ۹ ۔ مذکورہ آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جھگڑا امر متنازعہ تھا کہ نبی یہ سمجھتے تھے جو قبر ربا اور زمین و آسمان کا خالق ہے وہی جبار رب اور اللہ ہے ۔ اُس کے

سوا کسی اور کو رب یا اللہ نہ مانو ۔ مگر اہل عرب آخر الذکر بات ماننے کو تیار نہ تھے ۔ اگر آپ غور سے غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں فتنہ کی اصل وجہ اور فساد کا اصلی سرچشمہ انسان پر انسان کی خدائی ہے ۔ خواہ وہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ ۔ اور یہی ایک خرابی تھی جو عرب میں پائی جاتی تھی ۔ جس وجہ سے اہل عرب کے دل و دماغ پر اُن کی پیدائش تو توں اور صلاحیتوں پر ایسا پردہ پڑ چکا تھا جس نے انسانی شخصیت کے نشوونما اور ارتقاء کو روک رکھا تھا آج کی دنیا بھی اسی برائی کی لپیٹ میں ہے اور اسی سے بس کے زہریلے چشمے پھوٹ کر دنیا کی تباہی کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں ۔ پس اسی برائی کی اصلاح پیغمبر اسلام نے کی ۔ دراصل انسان پر انسان کی خدائی تھی ۔ جس کو مٹانے کے لئے آنحضرت کا جنم عرب میں ہوا ۔ اُن کا اصل مشن یہ تھا کہ انسان کو جھوٹے خداؤں سے نجات دلائیں ان کا مقصد تھا کہ جو انسان انسانیت کی حد سے آگے بڑھ چکے ہیں ۔ انہیں دھکیل کر اسی مقام پر لایا جائے ۔ جو اس حد سے گرا دئے گئے ہیں ۔ انہیں ابھار کر اس حد تک اٹھا لائیں ۔ کہ سب کو ایک ایسے عادلانہ نظام زندگی کا پابند بنا دیں جس میں کوئی انسان نہ کسی کا عبد ہو نہ معبود ۔ بلکہ سب اللہ کے بندے بن جائیں ۔ ملاحظہ ہو قرآن کریم کی آیات ص ۶۵ ۔ اعراف ۵۲ ۔ انعام ۱۰۱ ۔ آل عمران ۶۴) ظاہر ہے یہی وہ درس تھا کہ جو حضرت محمدؐ نے دنیا کو دیا جس نے انسان کی روح اور اس کی عقل ، افکار اور اس کی ذہنی ۔ مادی قوتوں کو غلامی اور بد اخلاقی کی ان بندشوں سے رہا کرایا ۔ جن میں وہ صدیوں سے جکڑے ہوئے تھے اور وہ بوجھ اتار دیے جن کے نیچے وہ اپنی جہالت و لاعلمی کی وجہ سے دبے ہوئے تھے ۔ حضرت محمد رسول اللہ کا یہ پیغام انسان کے لئے روحانی اور تمدنی آزادی کا چارٹر تھا اس بارے میں قرآن میں ارشاد ہوا " یہ نبی ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور ان قیدوں کو کاٹتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے ۔ " آنحضرت نے اپنی زندگی میں کبھی بھی یہ دعوے نہیں کیا کہ بجائے خداوند تعالیٰ کے ان کی زنا برداری کی جائے ۔ قرآن کریم میں اس تعلق میں یوں ارشاد ہوتا ہے (ملاحظہ ہو آل عمران ۸۰ اور انعام ۹۰) کہ کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب اور حکم اور نبوت سے سرفراز کرے اور وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم خدا کی بجائے میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم ربانی بنو ۔ آنحضرت کی سوانح حیات میں جو سب سے اہم بات پائی جاتی ہے وہ یہ کہ آپ اُمی تھے ۔ لیکن اس کے باوجود قرآن پاک کی تمام آیات جو عربی زبان میں تھیں اور جو آنحضرت پر وحی کے طور پر نازل ہوتی تھیں کے ذریعہ عوام کو نیکی کا راستہ

پر گامزن ہونے کی تلقین کرتے تھے ۔

اسلام محض فلسفہ کا نام نہیں ہے ۔

قرآن میں جہاں کہیں لفظ اسلام استعمال ہوا ہے ۔ اس کے معنی سلامتی ۔ فرمانبرداری اطاعت و انقیاد ۔ مصالحت و مسالمت جھکنے اور نفس پرستی کے خلاف جہاد کرنے کے ہی پائے گئے ہیں ۔ نیکی کی طرف راغب ہونے اور عمل کرنے کا دوسرا نام اسلام ہے ۔ ان حقائق کی روشنی میں وہ شخص مسلمان کہلائے گا ۔ جو قوانین خداوندی کا تابع ہو اور ایسی روشن زندگی اختیار کرے جو امن و سلامتی اور فلاح و نیک عمل پر مبنی ہو ۔ اسلام محض چند منتشر خیالات اور منتشر طریق ہائے عمل کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک باضابطہ نظام ہے جس کی بنیاد چند مضبوط اصولوں پر رکھی گئی ہے انسانی زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق اس نے جتنے قاعدے اور ضابطے مقرر کئے ہیں ان سب کی روح اور ان کا جوہر اس کے اصول اولیہ ہی سے ماخوذ ہے ۔ آپ اسلامی زندگی کے جس شعبہ کو جاننا چاہیں آپ کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کی جڑ کی طرف رجوع ہوں ۔ کیونکہ اس کے بنا آپ اسلام کی صحیح روح کو نہیں پا سکتے اسلام صرف محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مشن نہیں ہے بلکہ جتنے بھی انبیاء ولی اور اوتار ہوئے ہیں ان سب کا مشن یہی تھا ۔ کیونکہ یہ سب بزرگان دین ایک خدا کی خدائی منوانے اور اسی کی ہی عبادات کرانے کے لئے آئے تھے ۔

پیغمبر اسلام آخری نبی تھے ۔ اور قرآن مجید الہامی کتاب ہے اور یہ انسانی زندگی کے لئے مشعل راہ عمل بھی ۔ مگر سوال صرف یہ ہے کہ یہ سب کچھ مانتے ہوئے بھی ہم کیا ہیں ؟ آج کی دنیا کے حالات کیا عرب کے ان حالات سے زیادہ بدتر نہیں ہیں ۔ کہ جب آنحضرت محمد صلعم نے اسلام کی اشاعت کی تھی ۔ شراب نوشی ۔ قمار بازی ۔ بد اخلاقی ۔ ظلم و ستم ۔ بددیانتی چوری ۔ ڈاکہ زنی ۔ قتل ۔ لوٹ مار اور اپنے ہمسایوں اور قرابت داروں سے کیا سلوک کیا ۔ اس وقت عام نہیں ہے ؟ کیا آج خدا سے لوگ بہت کم ڈرتے ہیں ؟ اور پھر اس وقت تو عرب کے لوگ جاہل اور انپڑھ تھے ۔ وہ اتنے مجرم نہیں تھے ۔ جتنے آج کہ جب تعلیم عام ہے ۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ اسے روزمرہ کی زندگی میں کیا کچھ کرنا ہے ۔ ایک طرف سیاسیات اور اس کے نام پر انسانی زندگیوں کو ختم کرنے کی کوششیں جاری ہیں ۔ اور دوسری طرف مذہب کے نام پر اخلاقی پستی دن بدن بڑھ رہی ہے جو ایٹم بم سے بھی خطرناک ہے ۔ ہم ہر سال عید میلاد کی تقریب کو بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں ۔ مسجدیں بھی قائم ہیں قرآن پاک بھی وہی ہے جو پہلے تھا ۔ پیغمبر

اسلام کی تعلیمات بھی من و عن موجود ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ آج کا مسلمان ویسا مسلمان نہیں جیسا کہ قرآن اور رسول کے احکام کی روشنی میں ہونا لازم ہے ۔ اور جس کی توقع آنحضرت کو تھی ۔ آج کا مسلمان عام طور پر وہ اخلاقی اثرات اور نقش قبول کرنے کو تیار نظر آتا ۔ جو اسلام نے چھوڑ رکھے ہیں ۔ ہمارا اعمال نامہ اسقدر سیاہ بنتا جا رہا ہے کہ ہم اپنے کردار سے اسلامی تعلیمات سے منور دن کی چاندنی کو رات کے اندھیرے میں بدل دینے کے درپے ہیں رواداری کی جگہ سفید خون نے لی ہے ۔ جو کچھ ہم کرتے بھی ہیں وہ دل سے نہیں محض دکھلاوا ہے ۔ ہماری نفسیاتی خواہشات اور ذاتی مفادات اسقدر بڑھ چکے ہیں ۔ اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو خدا معلوم ہماری مذہبی کشتی کب اور کس خطرناک ساحل سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے ۔ صرف مان لینا اور عمل نہ کرنا ایک اب پُر خطر مذاق ہے کہ جو ہر مذہب والے اپنے مذہب سے کرتے دیکھے جاتے ہیں ۔ بعض دوست یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ آج کی سیاسیات مذہب پر اثر انداز ہیں ۔ بدیں وجہ دنیا تمام عیوب کو ایک فیشن کے طور پر کرتی چلی جا رہی ہے ۔ میرا یقین ہے کہ سیاسیات میں بھی اخلاقی بلندی ایک لازمی شرط ہے ۔ سیاسی میدان میں جو لوگ اخلاق سے کورے ہیں ممکن ہے دنیا کی نظروں میں عارضی طور پر وہ کامیاب ہو جائیں ۔ لیکن حقیقت میں وہ نہیں ہوتی ۔ جیسے ہم دیکھتے ہیں ۔ الغرض قرآن پاک اور حدیث کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کا مجھے مختصراً ذکر کرنے کا موقع ملا ہے ۔ اگر ان پر پورے طور پر عمل کیا جائے تو ہماری زندگی جو مادہ پرستانہ تہذیب میں مستغرق اور اخلاقی تعلیمات سے عاری ہونے کی وجہ سے جہنم کا نمونہ بن چکی ہے امن و شانتی اور نیک عملی کا گہوارہ بن جائے ۔ چنانچہ جب بھی مسلمانوں نے ان پر عمل کیا یہ صحیح معنوں میں مسلمان بن گئے ۔ کیا میری اپیل مسلمان بھائیوں کے دلوں کو اسی جذبہ سے متاثر کرے گی کہ جس جذبہ کے تحت بندہ نے مندرجہ سطور قلمبند کی ہیں ۔

از کرشمہ ہائے طبیعت بچے رومی بیرون
کجا بکوئے حقیقت گذر توانی کرد

یا

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو یہ انداز مسلمانی ہے ؟
حیدری فقر ہے نہ دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

بدر امانت کرنا جملہ صاحب حیثیت

احباب کا فرض ہے ۔

اذکروا موتاکم بالخیر

گلدستہ — جس کے چند پھول مرجھا گئے

(قسط نمبر ۳)

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش قادیان

(۹)

گلدستہ میں کچھ پھول ایسے ہوتے ہیں جو بڑی دیر تک اپنی تر و تازگی اور حسن رنگ و بُو سے باصرہ اور سامعہ نواز کا کام کرتے رہتے ہیں۔ لیکن کچھ نرم و نازک پھول ایسے بھی ہوتے ہیں جو لمحاتی جانفزائی کر کے پژمردہ ہو جاتے ہیں۔ اپنی موخرالذکر قسم کے پھولوں میں سے ایک ہمارے عزیز و نوجوان بھائی مجید احمد صاحب ڈرائیور مرحوم تھے۔ جو عالم شباب میں جادۂ آخرت پر گامزن ہو کر ہم سے جدا ہو گئے۔ اگر یہ دور جوانی تو بہ کردن کا صحیح تصور اپنے ذہن میں لانا چاہیں تو مجید احمد صاحب مرحوم کا جوان، شگفتہ، سنجیدہ اور اخلاق و اخلاص مجسم ہیولیٰ نظروں کے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ مرحوم تقسیم ملک سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ایک موٹر کار کے ڈرائیور رہتے۔

اور تقسیم کے بعد درویشی کی سعادت سے مسعود ہوئے۔ مرحوم نہایت نیک نفس مخلص اور نماز روزہ کے پابند نوجوان تھے۔ اور اطاعت و فرمانبرداری ان کا ایک خاص شعار تھا۔ مضبوط اور گٹھیلا جسم تھا اور ساتھ ہی نفق اور جفاکش بھی تھے۔ چنانچہ تقسیم ملک کے بعد جب بہشتی مقبرہ کی بیرونی تمام چاردیواری تعمیر ہوئی تو اس میں انہوں نے نمایاں کام کیا۔ اور نبرد و محنت میں اپنے ساتھیوں سے بازی لے جاتے رہے۔ یہ ایام تھے کہ درویشی کا ابتدائی دور تھا۔ جس میں مشکلات بھی تھیں اور پریشانیاں بھی۔ مرحوم چونکہ محنت زیادہ کرتے تھے اور خوراک کا مسئلہ بھی ان ایام میں پیچیدہ تھا اس لئے پہلے مرحوم کے ہاضمہ پر اثر پڑا اور پھر انتڑیاں متورم ہو گئیں۔ کافی علاج معالجہ ہوتا رہا مگر موت کے علاج کے لئے آج تک کوئی ڈاکٹر پیدا نہیں ہوا۔ چنانچہ اسی مرض سے مرحوم عین عالم جوانی میں جبکہ مرحوم کی عمر بمشکل ۲۵-۲۶ سال کی تھی۔ ۲۴/۱۲/۴۹ کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ قطعہ درویشاں میں دفن ہوئے۔ مرحوم اپنے پیچھے ایک بیوی اور ایک بچی چھوڑ گئے۔ مرحوم کا اصل وطن شادیوال ضلع گجرات تھا۔

یہاں اس امر کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم اپنی درویشی کے تین سالہ دور میں جب کہ ہمارے تمام درویش بھائی بجہاں مجرد تھے۔ اور سب بیوی بچے اور دوسرے رشتہ دار پاکستان جا چکے تھے خاص طور پر اپنی بیوی اور بچی کی جدائی میں پریشان رہتے تھے۔ یہ ایک انسانی طبعی تقاضا تھا جو صرف مرحوم سے مختص نہ تھا بلکہ اکثر درویشوں کے حالات اسی قسم کے تھے اور حقیقتاً یہ دور بڑا ہی صبر آزما تھا جس کی تفصیل بڑی طویل بھی ہے اور دردناک بھی۔ لیکن یہ تفصیل کسی نوعیت کی بھی ہو۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے درویشوں کو اس امتحان میں سے کامیابی کے ساتھ گزرنے کی توفیق بخشی۔ اور وہ اپنے تمام مادی جذبات کو کچل کر اس قربانگاہِ عشق میں قدم آگے بڑھاتے چلے گئے۔ اور آج بھی جب کہ درویشی کے پندرہ سال ہم پر گزر چکے ہیں۔ جب دماغ کا سٹوڈیو اپنے پٹ کھول کر پرانی یادوں کو سامنے لاتا ہے تو ایک طرف ان تلخیوں کو یاد کر کے دل میں ایک ہوک اٹھتی ہے اور دوسری طرف دل بارگاہِ عالی کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہوتا ہے کہ اس نے صبر و ثبات کی توفیق بخشی۔ الحمدللہ

(۱۰)

حضرت حافظ عمرالدین صاحب رضؓ جو تلی چک ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ سیدنا حضرت اقدس امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک پر ۱۱ مئی ۱۹۴۸ء کو قادیان تشریف لائے۔ اور صرف چند سال درویشی کی خدمت بجا لا کر ۲/۵/۵۳ کو ۲۹ سال کی عمر میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔

مرحوم قرآن کریم کے حافظ تھے۔ اور درویشی کے ایام میں بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے رہے۔ چونکہ پیر فرتوت تھے۔ اس لئے بعض گھروں میں ان کا آنا جانا تھا۔ بزرگ اور دعاگو آدمی تھے۔ اور بعض درویش ان کی خدمت کرتے رہتے تھے۔ آپ کا قد میانہ تھا رنگ گورا اور نقوش باریک تھے۔ لمبی داڑھی تھی اور عام طور پر سبز رنگ کے کپڑے پہنتے بالخصوص تسبیح کردہ چوغے کی قسم کی ہوتی تھی

مرحوم کے تعلقات راقم کے خاندان سے گہرے تھے۔ راقم کے دادا حافظ غلام غوث صاحب اور مرحوم نے اکٹھے ایک ہی درسگاہ میں قرآن کریم حفظ کیا تھا۔ اسی تعلق سے ایک اور بات قابل ذکر ہے کہ جس درسگاہ میں انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا تھا وہ جنڈ شریف ضلع گجرات میں ہے اور راقم کے حقیقی پھوپھا حافظ علم الدین صاحب درس دیتے تھے۔ اور یہ اتنی بڑی درسگاہ تھی کہ بیک وقت سینکڑوں لوگ قرآن کریم حفظ کرتے تھے۔ اور ہزاروں ہزار آدمیوں نے اسی درسگاہ میں قرآن کریم حفظ کیا۔

بلہ شریف ضلع جہلم کے ایک صاحب حافظ قاری غلام نبی صاحب تھے۔ جو اہلحدیث اور بزرگ تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ بتایا کہ جنڈ شریف کی درسگاہ میں کوئی خاص ریکارڈ تو نہیں رکھا جا سکا تھا۔ البتہ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ صرف علم الدین نام کے جن لوگوں نے قرآن کریم حفظ کیا ان کی تعداد ۱۴۰ تھی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس قدر لوگوں نے وہاں قرآن کریم حفظ کیا ہو گا۔

میں جو کچھ یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حافظ قاری غلام نبی صاحب آف بلہ شریف نے مجھے ایک بار بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ ماموریت کے بعد جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ہندوستان بھر میں پھر کر علماء گدی نشینوں اور دوسرے مشاہیر سے کفر کے فتوے پر دستخط حاصل کئے تو وہ جنڈ شریف میں حافظ علم الدین کے پاس بھی پہنچے۔ اور فتویٰ پیش کر کے دستخط کرنے کے لئے کہا۔ حافظ علم الدین صاحب جو کہ درویش منش کے بزرگ تھے۔ اور ہر وقت چادر سے تو سے اپنے چہرے کو یوں چھپائے رکھتے تھے کہ صرف داڑھی نظر آتی تھی۔ انہوں نے جب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا تیار کردہ فتویٰ سنا تو کہا۔

"مولوی صاحب! مجھے تو اپنے ایمان اور انجام کا بھی علم نہیں ہے میں کسی کو کافر قرار دینے کے فتوے پر دستخط کیونکر کروں؟"

چنانچہ انہوں نے دستخط نہ کئے اور مولوی محمد حسین بٹالوی واپس چلے آئے۔

میں نے اوپر جن لوگوں کا ذکر کیا ہے افسوس کہ ان میں سے کسی کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ یعنی میرے پھوپھا حافظ قاری علم الدین صاحب میرے دادا صاحب حافظ غلام غوث صاحب اور حافظ قاری غلام نبی صاحب لیکن میں نے یہ عجیب بات دیکھی ہے کہ اس درسگاہ سے نکلے ہوئے اکثر لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی ہرگز نہ کرتے تھے۔

اسی سلسلہ میں ایک اور داستان بڑا عجیب ہے۔ میں اسی سال پاکستان گیا تو حافظ علم الدین صاحب موصوف کے پوتے حافظ عبدالرحمٰن صاحب (جو احمدیت کے سخت مخالف ہیں) جنڈ شریف سے مجھے ملنے آئے۔ اور انہوں نے ذکر کیا کہ تقسیم ملک سے قبل میں ایک بار قادیان گیا تھا۔ تاکہ میں ان انتقالات کی نقول حاصل کروں جو بانیٔ جماعت احمدیہ کی وفات کے بعد ان کی جائداد کی تقسیم سے متعلق تھیں اور گوردا سپور سے ایسی نقول حاصل بھی کی گئیں مجھے ان سے یہ دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ وہ نقول کیوں حاصل کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ وہ یہ پروپیگنڈا کرنا چاہتے تھے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ کی جائداد شرعی طور پر تقسیم نہیں ہوئی۔ چنانچہ میں نے پوچھا کہ نقول حاصل کر کے آپ نے کیا کیا۔ تو وہ کہنے لگے "بس یونہی"۔ یعنی چونکہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جائداد شرعی طور پر تقسیم ہوئی تھی اس لئے ان لوگوں کی محنت اکارت گئی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیت کے مخالفین کن کن راستوں سے احمدیت کی مخالفت کے در پے تاک کرنے نکلتے ہیں۔ ختم اللہ علیٰ قلوبہم ۔۔۔ الخ

مجھے اس سے یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ دادا نے کا رنگ اگ تھا اور پوتے کا رنگ کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ مقلب القلوب ہے۔ دعا ہے کہ وہ ان لوگوں کی آنکھیں کھول دے۔ (باقی آئندہ)

درخواست دعا

محترم صدیق امیر علی صاحب موگراں تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں غیر احمدیوں کے ساتھ مسجد کے بارے میں ایک مقدمہ چل رہا ہے۔ اس میں ہماری کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

نیز میری دینی و دنیوی ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

"استقامت میں فرق آگیا"

مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات کی حقیقت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

اہل پیغام لاہور کے سابق امیر جناب مولوی محمد علی صاحب نے ایک ٹریکٹ "المحفوظ سکریہ" کے نام شائع کیا تھا۔ اس میں اپنی تائید کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ایک کشف منسوب کر کے لکھا:-

"اس جگہ میں ایک رویا کا بھی ذکر کرنا ہوں جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے سنا تھا مگر تذکرہ میں اس کا ذکر نہیں۔ یہ رویا میں نے جو کتاب اپنے ابتدائے اختلاف میں ہی پہلے شائع بھی کر دیا تھا۔ یہ رویا اس طرح تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ "میں نے دیکھا کہ میں ایک تیز رو گھوڑے پر سوار ہوں اور میرے پیچھے مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ یہ گھوڑا نہایت تیزی سے ایک قصبہ کے اندر دوڑا جا رہا ہے۔ جس کی سڑکوں کے موڑ بہت تیز ہیں اور وہ ایک موڑ سے نہایت صفائی سے نکل جاتا ہے تو دوسرا موڑ آ جاتا ہے۔ اسی طرح وہ گزرتا چلا گیا اور بالآخر ہم ایک میدان میں پہنچ گئے ہیں جہاں ایک آدمی بیٹھا ہے اور آپ یعنی حضرت مسیح موعودؑ اس کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں یا وہ حضرت مسیح موعودؑ کو مخاطب کر کے کہتا ہے آپ کا نام ہے مجدد الدین یعنی میری طرف اشارہ کر کے)"

(المحفوظ سکریہ صفحہ ۵)

اسے مولوی صاحب اپنی صداقت و حق پر حجت و دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"میرا حضور کے پیچھے اس گھوڑے پر سوار ہونا صاف بتا رہا ہے کہ اس میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ میرے لئے مقدر تھا کہ آپ کے علمی کام کو آپ کے بعد میں کروں۔" (ایضاً صفحہ ۲۵)

مگر مولوی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا ایک اور بھی کشف ہے جس سے اصل حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے

حضرت اقدس علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے کہ:-

"رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنی جماعت میں سے گھوڑے سے گر پڑا۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ سوچتا رہا کہ کیا تعبیر کریں۔ قیاسی طور پر جو بات اقرب ہو وہ لگائی جا سکتی ہے کہ اس اثنا میں غنودگی غالب آئی۔ اور الہام ہوا۔ استقامت میں فرق آگیا۔ ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے۔ حضرت نے فرمایا معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو میں بتلا یا نہیں کرتا میرا کام دعا کرنا ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۴۷۹)

اس دوسرے کشف نے صاف بتلا دیا کہ گھوڑے سے گرنے والے جناب مولوی محمد علی صاحب لاہوری ہی ہیں کیونکہ وہی پہلے کشف میں آپ کے پیچھے گھوڑے پر سوار دکھائے گئے تھے۔ پس گھوڑے سے گرنے والے وہی ہیں اور بعد میں مبارک مرکز سے قطع تعلق بھی انہی کا ہوا ہے۔ بعض احباب نے گھوڑے سے گرنے والے کشف کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ پر چسپاں کر دیا ہے کیونکہ وہ ایک دفعہ گھوڑے سے گر گئے تھے۔ مگر وہ مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کی استقامت میں تو کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ نیز حضرت اقدس نے ان کو تمام جماعت میں سے اعلیٰ و اتقیٰ قرار دیا ہے۔ اور بعد کے واقعات نے بھی اس امر کی تصدیق کر دی کہ وہ اس کشف کا مصداق نہیں تھے۔ بعض احباب نے اسے حضرت خلیفہ اولؓ پر بتاویل لگایا ہے اور کہا کہ وہ تو مراد نہیں ہاں ان کی لغزش کھانے والی اولاد مراد ہے۔ بیشک بعض اوقات کشوف و الہامات میں ایسا بھی ہو سکتا ہے اور ہوتا بھی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جس شخص کی طرف اشارہ ہے کہ وہ گھوڑے سے گر گیا اور اس کی استقامت میں فرق آگیا وہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری ہی ہیں۔ چنانچہ ایک اور رؤیا بھی اسی امر کی تصدیق کرتا ہے۔ جسے مولوی صاحب موصوف نے اپنی تائید میں مذکورہ کشف کے بعد پیش کیا ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام بھی میرے متعلق ہے جو شاید انہی باتوں کا جواب ہے۔ جو اکابر جماعت قادیان نے جلد بازی میں میرے متعلق کہی ہیں۔ وہ الہام یہ ہے۔ "آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

(المحفوظ سکریہ صفحہ ۲۶)

مولوی صاحب اسے درج کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ

"ہمارے ارادہ کے نیک ہونے کے متعلق خود الہام الٰہی نے گواہی دی۔"

(المحفوظ سکریہ صفحہ ۲۶)

ظاہر ہے کہ مولوی صاحب موصوف حضرت اقدس کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھے تھے مگر گر گئے۔ یعنی ان کی استقامت میں فرق آگیا جس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کو پھر اپنے ساتھ بیٹھنے کے لئے بلایا اور ان کے جذبات کو بھی ابھارا مگر مولوی صاحب کی استقامت میں ایسا فرق آگیا کہ دوبارہ حضور کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھنا تو الگ رہا انہوں نے آپ کو ہاں میں جواب دینا بھی گوارا نہ کیا اور حضور کی بات کو نہ مانا نہ زبان سے ہاں کی۔ اور نہ ہی عملاً حضور کے ساتھ دوبارہ بیٹھے۔ اس طرح انہوں نے آپ کی دعوت رد کر دیا۔ چنانچہ مولوی صاحب کے بعد کے واقعات نے اس امر کی تصدیق کر دی وہ حضور سے منقطع ہو گئے۔ اور آپ کے مبارک مرکز کو ہمیشہ کے لئے نہ صرف خیرباد کہہ دیا بلکہ اس کے مقابلہ پر مورچے لگائے اور پورے جوش کے ساتھ ڈٹ گئے۔

مولوی صاحب نے اس امر پر غور نہیں فرمایا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے ان کو یہ نہیں فرمایا کہ آپ صالح ہیں اور نیک ارادہ رکھتے ہیں بلکہ فرمایا کہ پہلے آپ ایسے تھے لیکن اب بھی صلح کر کے دوبارہ گھوڑے پر بن سکتے ہیں۔ اور ہمارے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں۔

بالکل ممکن ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مذکورہ ارشاد میں اس امر کی طرف اشارہ ہو کہ قیامت کے دن حضور مولوی صاحب کو دیکھ کر اپنے ساتھ بیٹھنے کے لئے بلائیں مگر مولوی صاحب کو یہ موقع نصیب نہ ہو اور وہ محروم رہیں جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز میں اپنے بعض اصحاب کو جنہیں فرشتے لے جا رہے ہوں گے۔ دیکھ کر کہوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں ان کو میرے پاس لاؤ۔ مگر فرشتے آپ کو یہ جواب دیں گے کہ بیشک یہ آپ کے اصحاب تھے مگر آپ کو یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد ارتداد کی راہ اختیار کر لی تھی۔ سو یہی ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس بیٹھنے کے لئے قیامت کے دن ان کو بلا دیں گے مگر پاس بیٹھنا ان کو نصیب نہ ہو

باقی رہی یہ بات کہ مولوی صاحب گھوڑے پر آپ کے پیچھے سوار ہونے سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے بعد حضور کے علمی کام کو سرانجام دینا ان کے لئے مقدر تھا تو یہ بھی ان کی خوش فہمی ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس علیہ السلام نے صاف تحریر فرمایا ہے کہ

"سو چونکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا۔ اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۹)

اس حوالہ نے صاف واضح کیا کہ حضور کے کتب علم روحانی انوار آسمانی کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کا انتظام کیا تھا۔ اور یہ کام ان کے لئے مقدر تھا نہ کہ اس شخص کے لئے جس کی استقامت میں فرق آ جانے والا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے مولوی صاحب موصوف اور ان کے ہمراہ ساتھیوں کی ہزاروں مخالفتوں کے باوجود اس کا احسن رنگ میں انتظام فرمایا اور ان کو پیچھے چھوڑ کر آپ کی اولاد کو اس کام کے لئے آگے کر دیا۔

وصـــــــایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر ہذا کو اطلاع دے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

نمبر ۱۳۲۹۴ میں محمد حسین ولد میاں برخوردار صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ساٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن ۱۵ لوئر چت پور روڈ کلکتہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ کہ اس وقت کلکتہ میں میرا اور میرے بھائی کا مشترکہ کاروبار چمڑے کا ہے۔ اس میں میرے حصہ کا سرمایہ اندازاً دو لاکھ روپے ہے میں وصیت کرتا ہوں کہ اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ یعنی -/۲۰۰۰۰ روپیہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ہندوستان کو اپنی زندگی میں ہی ادا کر دوں گا۔ اگر اس رقم کا کل یا جزء اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں تو صدر انجمن احمدیہ وہ رقم میرے ورثاء سے وصول کرنے کی حقدار ہوگی نیز بوقت وفات ترکہ و رقم کے علاوہ بھی اگر کوئی ترکہ ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی انجمن حقدار ہوگی۔ اس کاروبار سے جو ماہوار آمد ہے۔ وہ میرے حصہ کی اندازاً اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ اس کے مطابق میں -/۱۸۰۰ روپیہ سالانہ بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اور آمد کی کمی بیشی کی اطلاع بھی صدر انجمن احمدیہ کو کرتا رہوں گا۔

العبد محمد حسین بقلم خود۔ گواہ شد بشیر احمد امیر جماعت کلکتہ ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ کلکتہ ۱۷۔ گواہ شد محمد عمر سہگل ۴۰۲۹ پنجاب ہاؤس ریمنٹ سٹریٹ کلکتہ۔

نمبر ۱۳۲۹۵ میں بشیرہ بیگم زوجہ غلام حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری اس وقت کوئی کسی قسم کی آمد نہیں ہے۔ میری جائداد منقولہ اور غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔

حق مہر -/۱۲۲۴ روپے صرف جو کہ بذمہ خاوند ہے۔ زیور بالیاں ۲ عدد وزنی اندازاً ۱/۲ ۱ تولہ اور ناک ۱/۴ ۱ تولہ کل ۱/۲ ۲ تولہ قیمت اندازاً تین سو پچاس روپیہ۔ پازیب نقرئی قیمت اندازاً -/۲۵ روپے کل مبلغ ۳۷۵.۰۰ روپے ہے اس کے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں اس ساری جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور اس کے علاوہ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں گی۔ تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر بھی جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کوئی رقم یا جائداد حصہ جائداد میں ادا کر کے رسید حاصل کروں گی۔ تو اسی قدر رقم حصہ وصیت میں سے منہا کر لی جائے گی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم۔ المرقوم قریشی محمد شفیع عابد موصی ۹۲۶۱۔ قادیان مورخہ ۲۶/۴/۶۲ الامتہ بشیرہ بیگم

گواہ شد غلام حسین درویش خاوند موصیہ سکنہ قادیان ضلع گورداسپور۔

گواہ شد سکندر خاں ولد فاضل خاں قادیان ضلع گورداسپور ۲۴/۴/۶۲

نمبر ۱۳۲۹۶ میں سیدہ امتہ الرؤف زوجہ سید ہمام الدین احمد صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۱/۲ ۱۴ سال بالغہ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوسمی ڈاکخانہ سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ آج بتاریخ ۲/۱/۶۲ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

(۱) زیورات طلائی و نقرئی اڑھائی سو روپیہ (۲۵۰ روپے) (۲) مہر مبلغ آٹھ سو روپیہ (-/۸۰۰ روپیہ) جو میرے خاوند محترم سید ہمام الدین احمد صاحب کے ذمہ واجب الادا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میں جو میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

(۴) میرے دادا سید عبد الوہاب صاحب آف سونگھڑہ نے مجھے کچھ زرعی زمین عطا کی ہے۔ جس کی تفاصیل کا مجھے پورا علم نہیں میرے قبضہ میں آتے ہی اس کا دسواں حصہ بھی انشاء اللہ حوالہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں گی۔ فقط

الامتہ سیدہ امتہ الرؤف۔ C/O Humamuddin Ahmad

24/14 Tansa Road — Kadma Slope

P.O. Jamshedpur 4 (Behar Prant)

گواہ شد سید حسام الدین احمد (بقلم خود) خسر موصیہ۔ گواہ شد سید ہمام الدین احمد (بقلم خود) شوہر موصیہ سیکرٹری وصایا جمشید پور۔ گواہ شد محمد شجاعت علی موصی ۲۷۱۴ انسپکٹر بیت المال حلقہ یو۔پی۔ بنگال۔ بہار۔ اڑیسہ۔

(نوٹ) یہ وصیت پرانی تھی جو ابھی تک منظور نہ ہو سکی تھی

(۲) موصیہ چونکہ وصیت کرتے وقت نابالغہ تھیں اس لئے ان سے ایک ۱۹/۹/۶۲ کو تحریر لی گئی ہے کہ وہ اپنی وصیت پر قائم ہیں۔

مرکزی چندوں کی رفتار کو تیز کرنے کی ضرورت

احیائے اسلام کا جو عظیم الشان کام اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے سپرد ہوا ہے۔ اسے کماحقہٗ پورا کرنے کے لئے ہمیں اپنی جدوجہد اور کوشش کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو قوم وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنی قربانی اور ایثار کے اعلیٰ معیار کا عملی ثبوت نہیں دیتی وہ اپنے مقصد میں ملد کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور مشکلات اور ابتلاؤں کا زمانہ اس پر لمبا ہوتا چلا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ روحانی جماعتوں کو دشمن کی شرارت اور منافقین کی غداری اتنا نقصان نہیں پہنچاتی جتنا کہ خود جماعت کی اپنی ذمہ داریوں سے غفلت اور لاپرواہی جماعت کے قدم کو پیچھے رکھتی ہے

پس اگر جماعتوں کے مخلصین اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر محسوس کرتے ہوئے اپنی قربانی کو انتہا تک پہنچا دیں تو اس میں جو کمی رہ جائے گی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے پورا کر کے ترقی کی غیر معمولی راہوں کو کشادہ فرما دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اگر عہدیداران جماعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت اپنی اپنی جماعتوں کے تمام افراد کے چندہ کا بجٹ آمد اصل آمد کے مطابق باشرح تیار کریں۔ اور اس کی وصولی کے لئے مؤثر رنگ میں کوشش کریں تو آمد چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کے مخلصین فکرمندی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر کے ان کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنے "دین کو دنیا پر مقدم رکھنے" کے وعدہ بیعت کو پورا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

نیاب نمونہ
چندہ چہار دیواری بہشتی مقبرہ

پیشتر ازیں جن احباب کی طرف سے چندہ چار دیواری کی مبارک تحریک میں مبلغ سو روپیہ سے زائد رقم وصول ہوئی ہے ان کے نام بغرض دعا اخبار بدر میں شائع کرائے جاتے رہے ہیں۔ اب مزید کچھ احباب کی طرف سے اس مبارک تحریک میں ایک ایک سو روپیہ کی وصولی ہوئی ہے۔ جن کے اسماء بغرض دعا ذیل میں درج ہیں :-

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کو زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔

۱۔ مکرم مرزا احمد خان صاحب لندن -/۱۰۰

۲۔ ۔۔ سردار محمد صاحب قادیان حال پشاور -/۱۰۰

ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کو پاکیزہ بنائیں اور اموال کو بڑھائیں

خبریں

نئی دہلی ۲۲ ستمبر۔ آج وزارت خارجہ کے ترجمان نے ایک بیان میں بتایا کہ لیفہ کے علاقہ میں حملہ آور چینی فوجوں اور بھارتی سرحدی چوکی کے مابین جسے چینی ... سے یہ بھی فائرنگ ہو رہی ہے۔ یہ چوکی تھاگ لا رانج کے جنوب میں بھارتی علاقہ میں ہے۔ ترجمان نے مزید بتایا ہے کہ چینیوں نے ۲۰ ستمبر کی رات کو بھارتی چوکی پر فائرنگ کی تھی اور تب سے لے کر کل تک چینی اور بھارتی فوجوں کے بیچ رک رک کر فائرنگ ہوتی رہی۔ کل سے فائرنگ کم ہو گئی ہے۔ اس علاقہ میں ہی ایک مقام ہے جہاں دونوں طرف سے فائرنگ ہو رہی ہے۔ ابھی تک کسی کے زخمی یا ہلاک ہونے کی کوئی مزید خبر موصول نہیں ہوئی۔ ۲۰ ستمبر کی رات کو ... میں تین بھارتی سپاہی زخمی ہو گئے تھے۔ چینیوں نے کہا ہے کہ ان کا ایک افسر ہلاک اور ایک سپاہی زخمی ہو گیا ہے بتایا گیا ہے کہ بھارتی فوج نے گذشتہ مہینے چینیوں کو وارننگ دی تھی کہ وہ بھارتی علاقہ خالی کر دیں۔ لیکن انہوں نے علاقہ خالی کرنے کی بجائے اپنی چھاؤنیاں بھی مزید مضبوط بنا لی ہیں۔ بھارتی فوجوں کو اب حکم دیا گیا ہے کہ وہ یہ علاقہ چینیوں سے خالی کرائیں۔ چینی جان بوجھ کر الجھن پیدا کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔

پیرس ۲۳ ستمبر۔ ہندوستان کے منتری پنڈت جواہر لال نہرو نے آج یہاں ڈپلومیٹک پریس ایسوسی ایشن کی طرف سے منعقدہ ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے اس امر کا اشارہ کیا کہ حکومت فرانس کو مستقبل کی بھارتی تجارت کے بارے میں بھارت کے نظریات کا پوری طرح احساس ہے۔ آپ نے صدر ڈیگال کے ساتھ اپنی بات چیت کی تفصیل بیان کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک سوال کے جواب میں پنڈت نہرو نے کہا کہ یورپ کی مشترکہ منڈی میں برطانیہ کی شمولیت کا پہلا نتیجہ یہ ہے کہ برطانیہ کے ساتھ دولت مشترکہ کی تجارت کو نقصان ہوگا۔ اس وقت کامن ویلتھ کے ممبر ممالک کے مال پر کوئی امپورٹ ڈیوٹی عائد نہیں ہوتی۔ پنڈت نہرو نے مزید کہا کہ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ بھارت پاکستان اور سیلون کے برآمد کے مسائل ایک جیسے ہیں۔ یوروپین مشترکہ منڈی کے چھ ممالک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ تجارتی معاہدہ کرنے کے لئے بھارت تیار ہے تاہم اگر برطانیہ مشترکہ منڈی میں شامل نہیں ہوتا تو مجھے امید ہے کہ یوروپین ممالک کے ساتھ بھارت کی تجارت بڑھے گی۔

پیرس ۲۴ ستمبر۔ بھارت کے پردھان منتری پنڈت نہرو نے پیرس کے تین دن کے دورہ کے بعد نائیجیریا روانہ ہونے سے پہلے اخباری نمائندوں کی ایک تقریب میں بتایا کہ چین کے ساتھ لگنے والی سرحد کا مسئلہ بھارت کا سب سے بڑا خارجہ مسئلہ ہے۔ بھارت اس مسئلہ کا پُرامن حل چاہتا ہے۔ لیکن ہم اپنے پر چینی کے ناجائز حملے اور قبضہ کو برداشت نہیں کر سکتے اور لازمی طور پر اپنی سرحدوں کی حفاظت کریں گے۔ آپ نے کہا اس وقت وہاں چھوٹے چھوٹے واقعات ہوئے ہیں۔ لیکن کسی بھی وقت یہ خطرناک صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ بھارت اب بھی چین کے ساتھ بات چیت کرنے کو تیار ہے۔ لیکن اس کے ساتھ تب تک بات چیت نہیں کی جا سکتی جب تک کہ چین اپنا حملہ جاری رکھے ہوئے ہے۔

لاگوس ۲۳ ستمبر۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نائیجیریا کے ۳ روزہ دورہ پر لاگوس پہنچ گئے۔ ہوائی اڈہ پر نائیجیریا کے وزیر اعظم الحاجی سر ابوبکر نے ان کا سواگت کیا اور ۱۹ توپوں کی سلامی دی گئی۔ اس کے بعد شری نہرو نائیجیریا کے وزیر اعظم کے ہمراہ کار پر بیٹھ کر گیسٹ ہاؤس گئے۔ کیم اپیل لمبا راستہ جھنڈے جھنڈیوں اور سواگتی محرابوں سے آراستہ تھا۔

مدراس ۲۳ ستمبر۔ شری لال بہادر شاستری ہوم منسٹر نے یہاں اخبارات کے نامہ نگاروں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ انگریزی کو ہندی کے ساتھ ساتھ بھارت کی بھاشا برقرار رکھنے کا بل پارلیمنٹ کے آئندہ سیشن میں جو وسط نومبر کو شروع ہو گا پیش کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۲۳ ستمبر۔ مرکزی ہوم منسٹر شری لال بہادر شاستری نے تمام صوبائی سرکاروں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ ۲ اکتوبر یوم گاندھی جینتی سے ایک مہم شروع کریں جس میں لوگ اپنے اس خواہش کا اظہار کریں کہ وہ اپنے تمام اختلافات پُرامن طریقوں سے حل کریں گے۔ اور ہر شہری سے کہا جائے کہ وہ اس امر کا حلف لے کہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کے تمام جھگڑوں میں طاقت اور تشدد کے استعمال اور اجتناب کرے گا۔ شری شاستری نے تمام چیف منسٹروں کو ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اس مہم کا آغاز گورنر کے ریڈیائی خطاب سے کیا جائے۔ جو یکم اکتوبر یا ۲ اکتوبر کی صبح کو نشر کیا جائے اس کے بعد جلسے منعقد ہوں جن میں مختلف منتری اور دوسرے لیڈر تقاریر کریں اور شہریوں سے حلف لینے کی مہم تمام اضلاع شہروں، قصبوں اور دیہاتی علاقوں میں چلانے کے لئے موزوں انتظامات کئے جائیں۔

نامہ نگاری گوو کی قادیان میں آمد (بقیہ صفحہ اول)

بیرونی ممالک میں خود مشاہدہ کیا ہے کہ احمدیہ جماعت کام زیادہ کرتی ہے۔ اور باتیں اور پراپیگنڈا بہت کم کرتی ہے۔ یہ ایک مخلص اور بے لوث کام کرنے والی واحد جماعت ہے۔ اور اس کی ترقی ایک قدرتی امر ہے۔ جس کو کوئی روک نہیں سکتا۔

آپ نے فرمایا کہ دراصل یہ تنگ نظری ہے کہ ہم روحانی پیشواؤں کے سلسلہ کو ایک وقت تک محدود سمجھا جائے گا۔ گیان اور معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ ہمیشہ کھلا ہے اور کھلا رہے گا۔ نیز فرمایا کہ صرف عقیدہ کافی نہیں۔ جب تک کہ عمل اس کے مطابق نہ ہو۔ آپ نے گورو نانک صاحب کے یہ الفاظ دہرائے کہ

سلمان کہاون مشکل

یعنی عملی رنگ میں اسلام کی ہدایات پر چلنا بہت کٹھن اور مشکل ہے۔ خاص طور پر اسلام نے جو محبت اور پریم کی تعلیم دی ہے اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے احمدیہ جماعت ہی اپنے کردار سے اس پریم بھری تعلیم کو پھیلا رہی ہے۔

آخر میں محترم مولانا عبد الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ نے گورو صاحب اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

(نامہ نگار)

جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جنرل اسمبلی کے صدر منتخب ہو گئے

اقوام متحدہ۔ نیو یارک ۱۹ ستمبر۔ گزشتہ رات اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب عالیجناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو بھاری اکثریت سے جنرل اسمبلی کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ انتخاب میں لنکا کے نمائندے آپ کے مدمقابل تھے۔ انہیں ۲۷ اور چوہدری صاحب کو ۷۲ ووٹ ملے۔

ضروری اعلان بابت دورہ انسپکٹران بیت المال

(۱) مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال ایک ضروری کام کی وجہ سے مورخہ ۲۰/۹/۶۲ کی بجائے جماعت ہائے احمدیہ اڑیسہ کا دورہ مورخہ ۶/۱۰/۶۲ کو شروع کریں گے۔ جملہ جماعتیں نوٹ کریں۔ اور ان کے پہنچنے پر چیکنگ حسابات اور وصول چندہ جات کے سلسلہ میں ان سے پورا پورا تعاون کریں۔

(۲) مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم انسپکٹر بیت المال اپنی بیماری کے باعث جماعتہائے احمدیہ بہار و یوپی کا دورہ نہیں کر سکے۔ جملہ متعلقہ جماعتیں نوٹ کر لیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

انبالہ ۲۳ ستمبر۔ دریائے مارکنڈہ کے پانی کے زوروں میں ۲۰۰ گز لمبے شگاف کو پُر کرنے کے لئے کل بعد دوپہر فوج کی مدد حاصل کی گئی۔ پانی کے زور سے بند ٹوٹنے سے گذشتہ ۲۴ گھنٹوں میں انبالہ چھاؤنی کے سول ایریا کے کئی سیکٹروں میں شدید سیلاب آ گیا ہے دریا میں سیلاب کا زور کم ہو گیا ہے۔ اور جب ۲۵۰ فوجی جوان شگاف کو بند کرنے کے کام پر مامور ہوئے۔ تب دریا میں پانی کا بہاؤ نارمل تھا۔

لدھیانہ۔ ڈپٹی وزیر زراعت گیانی رتن سنگھ نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ حالیہ سیلابوں بارشوں اور ژالہ باری سے ہزاروں ایکڑ زمین کی فصل تباہ ہو گئی ہے۔ اندازاً اس سے ۳ کروڑ روپیہ کا نقصان کا اندازہ ہے۔